مدحتِ خیرُالبشر

(مرزا غالب کی زمینوں میں ۶۳ نعتیں)

راغب مرادآبادی

طبعِ اول ـــــ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ (مطابق فروری ۱۹۷۹ء)

تعداد ـــــ ایک ہزار

طابع ـــــ الحاج عبدالحبیب احمد، بی اے آنرز، ایم اے ایل ایل بی

مینجنگ ڈائریکٹر، یونین انڈسٹریز کراچی

مطبع: ایجوکیشنل پریس، کراچی

کتابت ـــــ فیض الکتابت، کراچی

قیمت: ۲۴ روپے

مُرتبین: رعنا ظفر ۔ سید ظفر اقبال ظفر

باہتمام: سید علی کمال جعفری

ملنے کا پتہ

سفینہ اکیڈمی ۱۰۱/۱۶-آر، فیڈرل "بی" ایریا، کراچی ۳۸

بسم الله الرحمن الرحيم
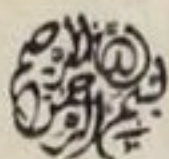
غالبؔ ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است
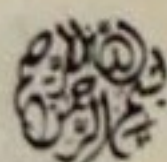
راغبؔ ثنائے خواجہؐ زِ غالبؔ شنیدہ ام
شعرش دلیلِ عظمت و شانِ محمدؐ است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدحتِ خیرُ البشرؐ، اعجاز ہے تحریر کا
یہ بھی، اک انداز ہے، قرآن کی تفسیر کا

جو، بہر انداز ہوں، شایانِ شانِ مصطفیٰؐ
لفظ ایسے ڈھونڈنا، لانا ہے جوئے شیر کا
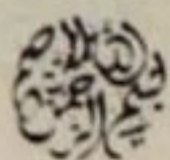
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالَم کی اَساس، احمدِ مُرسَل ہے
مَورِدِ اِلہام و وحی کا اکمل ہے
وَاللہ، عمل دل سے کرے کوئی اگر
ہر مسئلے کا، وِردِ محمدؐ حل ہے

(راغبؔ)
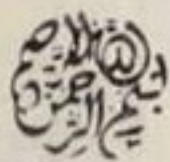
اپنی منزل کو پا لیا ہے میں نے
اللہ کا شکر ادا کیا ہے میں نے
غالب کی دلِ[1] کش غزلوں کو راغب
نعتوں کا لباس دے دیا ہے میں نے

[1] تیسرے مصرعِ رُباعی کا وزن ہے ۔ مفعولن مفعولن مفعولن فع

۶۳

وہ خیرِ بشر ختمِ رُسُل، شاہِ اُمَم
واللہ کہ جس کی خاکِ پا بھی نہیں ہم
اُس وارثِ لولاکَ لما کے راغب
تر سٹھ برس اِس خاک نے چومے ہیں قدم
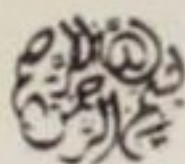
ہُشدار کہ نتواں بیک آہنگ سرودن
نعتِ شہِ کونینؐ و مدیحِ کَے و جَم را

عُرفیؔ مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا
ہُشدار، کہ رہ بر دَمِ تیغ است قدم را

(عُرفیؔ)

اظہارِ کمالِ خوش بیانی کیجے
شرحِ اسرارِ نکتہ دانی کیجے
نظروں میں رہیں مُرسِل و مُرسَل کے حدود
بیدار ہو دل، تو نعت خوانی کیجے

(راغب)
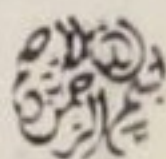
ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست

مُندرجات

ا ورفعنا لک ذکرک — ڈاکٹر ابوالخیر کشفی

ب راغب مُرادآبادی کی نعت گوئی — پروفیسر منظور حسین شور

ج اظہارِ عجز — الحاج عبدالحبیب احمد

د چند کلمات — راغب مُرادآبادی

نمبر شمار	مطلع نعت کا پہلا مصرع	نمبر صفحہ
۱	مِدحتِ خیر البشرؐ اعجاز ہے تحریر کا	۴۳
۲	در پہ آ گئے اُن کے ہم نے مُدّعا پایا	۴۷
۳	ناپید جب یہ سلسلۂ ہست و بود تھا	۴۹
۴	دِل میں حُبِّ سرورِ کون و مکاں کا دَر کُھلا	۵۱
۵	ہر ذرّہ جس کا خلدِ بریں در کنار تھا	۵۳
۶	مرگِ حمزہؓ کا اگرچہ زخم ابھی تک تازہ تھا	۵۵
۷	شافعِ محشرؐ کرم مجھ پر نہ فرمائیں گے کیا؟	۵۷
۸	رہِ ختم الانبیاؐ کا میں اگر غبار ہوتا	۵۹
۹	کہوں میں شاہِ بطحا، مُدّعا کیا	۶۲
۱۰	نعتِ سرکارؐ میں جب قافیۂ دِل باندھا	۶۴
۱۱	اگر اُن کی شفاعت کا نہ راغب آسرا ہوتا	۶۷
۱۲	اسلام نورِ دیدہ تھا جو باغ و راغ کا	۶۹

نمبر شمار	مطلع نعت کا پہلا مصرع	صفحہ نمبر
۱۳	وہ اِک اِنسان تھا انسان کی تقدیر بھی تھا	۷۱
۱۴	دل کو دُوری کا مدینے سے جو اِک افسوس تھا	۷۳
۱۵	اوّل اوّل تھے رسول اللہؐ تنہا آشنا	۷۵
۱۶	قصدِ منزلِ بطحا، کیوں ہو رائیگاں اپنا	۷۷
۱۷	میری قسمت میں بھی لکھا ہو رسا ہو جانا	۷۹
۱۸	محفل میں ذکرِ تاج ورِ بحر و بر ہے آج	۸۱
۱۹	مدینے کے ہیں بہشتِ نظر در و دیوار	۸۳
۲۰	خم ہے ادب سے اے شہِ دیںؐ سر کہے بغیر	۸۵
۲۱	بند آنکھ ہو، تو روضۂ سرکارؐ دیکھ کر	۸۷
۲۲	مدینے مجھ کو لے آئی طبیعت کی اُمنگ آخر	۸۹
۲۳	مشکلوں میں ہیں گرفتار مُسلمان ہنوز	۹۱
۲۴	شاہِ شاہاںؐ سے نہیں جان عزیز	۹۳
۲۵	شہرِ نبیؐ سے دُور ہوں اے جانِ زار حیف	۹۵
۲۶	زندگی منزلِ شب میں ہے سحر ہونے تک	۹۷
۲۷	یہ تو نہیں کہوں گا کہ راغبؔ دعا نہ مانگ	۹۹
۲۸	یا نبیؐ رکھتے نہیں ہیں دولتِ شاہانہ ہم	۱۰۱
۲۹	کیوں معصیت کی نذر ہوئی زندگی کی شرم	۱۰۳
۳۰	ہر لمحہ قدم بوسِ محمدؐ ہیں نگاہیں	۱۰۵

صفحہ نمبر	مطلع نعت کا پہلا مصرع	نمبر شمار
۱۰۷	بامیدِ لطف و کرم دیکھتے ہیں	۳۱
۱۱۰	خوبیاں اسلام کی جب جزوِ ایماں ہو گئیں	۳۲
۱۱۲	نامِ رسولِ ہاشمیؐ لب پہ نہ میرے آئے کیوں	۳۳
۱۱۵	خواہش حور نہ سودائے اِرم ہے ہم کو	۳۴
۱۱۷	رَوضہ شہِ عربؐ کا جو خلدِ نگاہ ہو	۳۵
۱۱۹	مصائب سے غلامِ شاہِ بطحاؐ سرگراں کیوں ہو	۳۶
۱۲۱	ذکرِ شہِ انامؐ ہی دن رات چاہیے	۳۷
۱۲۳	نظر اسلام پر ہے آج بھی سارے زمانے کی	۳۸
۱۲۵	لاریب ہے اسی کا احمدؐ بھی نامِ نامی	۳۹
۱۲۷	جو اُمّ الالسنہ عظمت کا نشان ہے	۴۰
۱۲۹	عاصی ہوں پھر بھی جنتِ ماویٰ کی آس ہے	۴۱
۱۳۱	پنہاں نہیں وہ آپؐ سے میرا جو حال ہے	۴۲
۱۳۳	کیا بتاؤں کیوں طبیعت گھر سے اب بیزار ہے	۴۳
۱۳۵	مانگا تھا جو خدا سے وہی مل گیا مجھے	۴۴
۱۳۷	پَرتوِ محمدؐ ہی نورِ بزمِ امکاں ہے	۴۵
۱۳۹	رُو کشِ طُور ہر اک جلوۂ بطحائی ہے	۴۶
۱۴۲	ہم بھی مدینے جائیں جو اذنِ سفر ملے	۴۷
۱۴۶	رَسُولؐ اللہ نے نوعِ بشر پر مہربانی کی	۴۸

نمبر شمار	مطلع نعت کا پہلا مصرع	صفحہ نمبر
۴۹	حسنِ یوسفؑ سے شہِ دیں کا جمال اچھا ہے	۱۴۸
۵۰	اے خوشا وہ رسولِ بطحائیؐ	۱۵۰
۵۱	وہی تو سب سے افضل، سب سے ارفع، سب سے عالی ہے	۱۵۳
۵۲	ذکرِ سرکارؐ، زبانی میری	۱۵۵
۶۳	قدرتِ شعر، نہ زعمِ ہمہ دانی مانگے	۱۵۷
۵۴	بطحا میں جہاں تک بھی نظروں کی رسائی ہے	۱۵۹
۵۵	اسلام سی کوئی شے نہیں ہے	۱۶۱
۵۶	نہ کوئی فکر ہمیں ہے نہ اب کوئی غم ہے	۱۶۳
۵۷	اے صبا، شہرِ رسولؐ اللہ پہنچا دے مجھے	۱۶۵
۵۸	رسولِ پاکؐ کے ہر حکم پر بجا کہیے	۱۶۷
۵۹	حال جب کوئی مدینے کا سناتا ہے مجھے	۱۶۹
۶۰	سرِ محشر جھکائے اپنا سر دارا و جم نکلے	۱۷۱
۶۱	مٹ کے خاکِ جادۂ خیرالوریٰؐ ہو جائیے	۱۷۳
۶۲	جنت کی آرزو ہے نہ حور و قصور کی	۱۷۵
۶۳	محشر میں ہوں نجات کا ساماں کیے ہوئے	۱۷۷
	قرآنی حوالے	۱۷۹
	احادیث	۱۸۴

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی
صدرِ شعبۂ اُردو، کراچی یونی ورسٹی

رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ

حُضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ جلیل اس کھلے آسمان کے نیچے اور عرش کی بلندیوں پر کس لمحہ نہیں ہوتا؟ حضرت راغب مُرادآبادی کی نعتوں کا مجموعہ ربِ کریم کے وعدہٗ بشارتِ رفعِ ذکر کے سلسلۂ گراں ارز کی ایک کڑی ہے۔

رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ

اس میں "لَکَ" کا ٹکڑا ملاحظہ ہو ـــــــــ تمھاری خاطر تمھارے ذکر ؐ کا آوازہ بلند کیا گیا۔

یہ تسلّی اس وقت دی گئی تھی جب باطل کی تہ در تہ اندھیریوں میں شمعِ رسالت کی لَو نے چند ہی قلوب کی فضاؤں میں چراغاں کیا تھا ـــــ اور اس لمحہ سے آج تک یہ ذکر لبوں پر، آواز کے دائروں میں، دلوں کی دھڑکنوں میں، پلکوں کے جگنوؤں میں اور شعر و سُخن کی وادیوں میں جاری ہے۔ یہ مجموعۂ نعت بھی اسی رفعِ ذکر کی ایک دل آویز صورت ہے ـــــ اس رفعِ ذکر کا سلسلہ تو نورِ محمدیؐ کی تخلیق کے ساتھ ہی شروع ہوگیا اور اس لمحہ سے جب لوحِ محفوظ پر آپؐ کے اسمائے گرامی محمدؐ اور احمدؐ ثبت کیے گئے ـــــــ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور سرورِ دیں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کو دین کی اساس قرار دیا ہے اور اس ملّت کا جگر دیکھیے کہ اُنھیں کیا کچھ نہ کہنے کے جذبہ کے باوجود اس توحید کی پاسداری کرتی ہے ۔ ویسے میں یہ کیسے بھول جاؤں کہ محمدؐ اور احمدؐ کا مادہ ح۔م۔د ہے۔ یہ وہ ذاتِ گرامی ہے کہ جس کے افعالِ محمودہ اور صفاتِ محمودہ نے اُسے مقامِ محمود کی بلند ترین مسند پر بٹھا دیا۔ چودہ صدیوں کی دُوری کے باوصف حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے دل کی دھڑکنوں میں شامل ہی نہیں بلکہ ان دھڑکنوں کا آہنگ ہیں۔ حضورؐ کی تعریف کے لیے آپؐ کی صفات اور مقامِ بلند سے آگہی لازم ہے۔ آپؐ کے حسن اور رعنائی کے چشمہ تک پہنچنا واجب ہے اور یہ جاننا ناگزیر ہے کہ مقامِ محمود وہ مقام ہے جہاں آدمی حُزن اور خوف سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ حضورؐ تو اس مقام پر فائز تھے ہی انؐ کا ذکر بھی ان کے مدح خوانوں کو حُزن و خوف سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ مجموعہ نعتِ راغبؔ میں وہ دلِ آسودہ نظر آتا ہے جو میراثِ پیغمبری ہے ـــــ محمدؐ کے معنی ہیں، وہ ذات جو مسلسل حمد و ستائش کا سبب ہو اور احمدؐ وہ جو خود بے حد حمد و ستائش کرنے والا ہو۔ یوں محمدؐ اور احمدؐ یہ دونوں اسمائے عالی آپ کی ذاتِ گرامی کے دونوں پہلوؤں کا احاطہ کر لیتے ہیں۔

حضرت راغبؔ کی سعادتِ ازلی میں اب کسے شُبہ رہے گا کہ وہ نہایت زُود گوئی، قادر الکلامی اور کہنہ مشقی کے باوجُود اپنے کلام کی اشاعت سے بے نیاز رہے، اور اب اس طرف راغبؔ ہوئے ہیں تو رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے تحت۔

۲

حضرت راغبؔ مراد آبادی کی عُمرِ شعر گوئی کم و بیش ۷۰ سال ہے۔ وہ ہماری

صدی کی چوتھی دہائی میں حضرت صفی لکھنوی، مولانا ظفر علی خان اور سیماب اکبرآبادی جیسے اکابر کی توجہ کا مرکز اور موضوع بن چکے تھے۔

اپریل ۱۹۴۵ء میں مولانا ظفر علی خاں نے ان کے بارے میں لکھا "مبدءِ فیاض سے انھیں ذوقِ سخن سرائی بدرجہ وافی ارزانی ہوا ہے۔ وہ شعر کہتے ہیں اور خوب کہتے ہیں۔ اصنافِ سخن میں کوئی ایسی صنف نہیں ہے جس پر انھیں پوری قدرت حاصل نہ ہو"۔ یہ الفاظ اُس شاعر کے ہیں جو اُردو کے نہایت قادر الکلام شعراء میں سے ایک تھا۔

علامہ سید سلیمان ندوی کے خیال میں اُردو نے تین قادر الکلام شاعر پیدا کیے ہیں۔ سودا، اکبر الہ آبادی اور ظفر علی خاں ــــ نظیر، انشا اور انیس کے ہوتے ہوئے ان تین شعراء کا انتخاب سید صاحب کے ذوقِ نظر اور ایک مخصوص زاویۂ فن کا غماز ہے ــــ قافیوں کو ان تینوں کی طرح کس نے رام کیا تھا۔

حضرت صفی نے جناب راغب کے فکر و فن کے تعمیری پہلو کا ذکر مئی ۱۹۴۵ء میں ان الفاظ میں کیا "موصوف ایک ہونہار، خوش فکر، مہذب و متین شاعر ہیں اور ان کا کلام تہذیبِ اخلاق اور اصلاحِ معاشرت کے سبق آموز مضامین سے مالامال ہے۔ قطعاتِ ابنِ یمین کی طرح، جو فارسی زبان میں ہیں، ان کے اُردو قطعات کا مجموعہ بھی اس قابل ہے کہ بعدِ اشاعت نصابِ تعلیم میں داخل کیا جائے"۔

سیماب اکبرآبادی بڑے شاعر بھی تھے اور سخت نکتہ چیں بھی۔ فنی کمزوریوں سے سمجھوتہ کرنا اُن کے مزاج کے خلاف تھا۔ ۱۹۴۶ء میں انھوں نے راغب صاحب کے بارے میں لکھا کہ ــــ "راغب صاحب کی فکر و تخئیل میں غیر معمولی طور پر آزادی و بلندی پائی جاتی ہے"۔

میں تو تحقیقی مقالوں میں بھی غیر ضروری حوالے پیش کرنے کے خلاف ہوں اور خود کنواں کھودنے اور پانی پینے کا قائل ہوں، لیکن یہ رائیں میں نے آپ کی خدمت میں اس لیے پیش کیں کہ راغب صاحب کی شعر گوئی کی عُمر اور اکابر کی نظر میں ان کے فن کے امکانات آپ کے سامنے آسکیں۔

کم لوگوں کی روشنئ طبع ان کے لیے اس طرح اور اس درجہ بلا ثابت ہوئی ہوگی جس طرح راغب صاحب کی روشنئ طبع ان کے لیے بلا اور ہمارے لیے "فتنہ" بنی ہے۔ یہاں فتنہ کے عربی مفہوم، یعنی آزمائش کو ذہن میں رکھیے۔ وہ اتنی تیزی اور آسانی کے ساتھ شعر کہتے ہیں کہ حلقہ یاراں اُن کی زود گوئی کو تماشے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ مولانا ظفر علی خان کو بھی میں نے اپنے بچپن میں یوں ہی شعر کہتے دیکھا ہے جیسے ہم آپ باتیں کرتے ہیں۔ رئیس امروہوی صاحب بھی اس باب میں معروف ہیں، لیکن دو آدمیوں کی بدیہہ گوئی اور زود سخنی کا میں نے اکثر مشاہدہ کیا ہے۔ راغب صاحب اور ڈاکٹر اسلم فرخی۔ میں اسلم سے کہتا ہوں کہ یہ آسان گوئی کہیں تمھارے مرتبہ شعر پر تو اثر انداز نہیں ہو رہی ہے؟ ہمارے ایک گھڑی ساز دوست تھے۔ کوئی ان کے پاس گھڑی بنوانے آتا تو مہینے سے پہلے کی تاریخ ہی نہ دیتے اور اُدھر وہ آدمی جاتا اور اِدھر گھڑی ٹھیک کر دیتے۔ میں پوچھتا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ جواب دیتے کہ "اگر فوراً بنا دوں تو غریب کو مایوسی ہوگی، اور پھر پندرہ بیس روپے دینا کتنا کھلے گا۔" راغب صاحب اور اسلم جس رفتار سے شعر کہتے ہیں اس سے ان کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور دوسرے بھی مایوس ہوتے ہیں۔ پھر راغب صاحب کو رباعی کے بارے میں درجۂ تخصیص حاصل ہے۔ رُباعی کا وزن ان کی شخصیت اور ذات کے اجزا اور عناصر کے ساتھ

ہم وزن ہوگیا ہے۔ رُباعی کے جن کو رباعی کے بوتل میں بند کرنا کچھ انھیں کا کام ہے۔

مَیں علم، مرتبہ اور عُمر ہر لحاظ سے راغبؔ صاحب سے کم تر ہوں۔ انھوں نے مجموعۂ نعت کے مقدمہ نگار کے طور پر میرا انتخاب کر کے میری عزّت افزائی فرمائی ہے، اور مجھے ذکرِ رسولِ عربیؐ کا ایک موقع فراہم کر کے سعادت میں شریک کر لیا ہے۔ ان کے کرم کے ساتھ مجھے اس میں حضرت نبی محترم حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ بھی نظر آتا ہے۔ یہ وہ منزل ہے جہاں ع:

کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے

میں عام ادبی کتابوں پر مُصنّف کے سوا کسی اور کے مقدمہ کا قائل نہیں۔ صرف مجموعۂ نعت کو مستثنیٰ قرار دیتا ہوں کہ اس سے ذکرِ رسولؐ کا سلسلہ پھیلتا ہے۔

میرا اور راغبؔ صاحب کا رشتہ بہت عجیب ہے۔ ہم ایک دوسرے کے گھر نہیں آئے گئے۔ نہ ایک دوسرے کی نجی محفلوں میں شریک ہوئے، مگر جب بھی اُن سے ملاقات ہوئی ایسا محسوس ہوا کہ اس شناسائی کا رشتہ کسی اور جہاں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ــــ جو رُوحیں اُس دُنیا میں ایک دوسرے کی دوست ہوتی ہیں، ربِ ذوالجلال انھیں اس خاکدان میں مِلا دیتا ہے ــــ سراج الدین ظفرؔ مرحوم اور راغبؔ صاحب سے میرا رشتہ غالباً اسی نوعیت کا ہے۔

میں نے راغبؔ صاحب کو جب کبھی جامعہ نگر آنے کی زحمت دی تو کسی نعتیہ مشاعرے یا محفلِ میلاد کے سلسلے میں۔ ایسے ہی کسی موقع پر انھوں نے فرمایا تھا کہ غالبؔ کی زمینوں میں انھوں نے خاصی نعتیں کہی ہیں۔ میں نے اپنی اِس تمنّا کا اظہار کیا

کہ کاش ایسی نعتوں کی تعداد ترسٹھ (۶۳) ہو جائے اور یہ ایک مجموعہ کی صورت میں شائع ہو جائیں۔ حضورؐ کے وجود نے ترسٹھ ۶۳ سال تک اس ارضِ خاکی کو غیرتِ دہِ فردوسِ جناں بنایا، اور آپؐ کی حیاتِ ارضی کی نسبت سے میں نے ترسٹھ ۶۳ نعتوں کی فرمائش کی۔۔۔ وہ نہ جانے کون سی گھڑی تھی کہ میری خواہش اچھوں کی دعا کی طرح مقبول ہو گئی، اور راغبؔ صاحب کو خدائے محمدؐ نے اس دعا کی تکمیل کا وسیلہ بنایا۔

ایک دن راغبؔ صاحب نے فرمایا کہ "مجموعہ نعتِ شہِ ابرار" تیار ہو گیا ہے۔"

میں نے عرض کیا کہ، کاش آپ صنعتِ غیر منقوط (غیر منقوط الفاظ کے اہتمام کے ساتھ) میں بھی ایک دو رباعیاں اس مجموعے کے تبرک کے طور پر کہہ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاک ناموں میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ یہاں بھی ربِ ذوالجلال نے اپنے اسمِ ذاتی اور اپنے رسولؐ کے ناموں میں مطابقت پیدا کر دی ہے۔ میری یہ عرض میری زندگی کی سعادت بن گئی، معلوم ہوا کہ راغبؔ صاحب نے دو نشستوں میں ترسٹھ ۶۳ رباعیاں کہہ لیں، اور اب اُن رباعیوں کا مجموعہ بھی ان شاء اللہ اس مجموعے کے بعد شائع ہو گا۔ اس مجموعہ کے آغاز میں ایک ایسی رباعی شامل ہے ؎

عالم کی اساس احمدِؐ مرسل ہے
موردِ الہام و وحی کا اکمل ہے
واللہ عمل دل سے کرے کوئی اگر
ہر مسئلے کا، وردِ محمدؐ حل ہے

حضورؐ کے نام نے اسمِ اعظم کی طرح اس صنعت کو معنویت کی کلید سے فتح کر لیا ہے۔ شاعر کی کامیابی کی ضمانت صرف یہی بات ہے کہ آپ مجموعی طور پر اُس کے

شعر کو قبول کریں اور کسی صنعت کی موجودگی کا احساس اس کے بعد ہو۔ صنعت مقصود بالذات نہیں بن سکتی۔

۴

یہ مجموعہ آپ کے سامنے ہے، منصفی کرنا آپ کا کام ہے۔ ویسے ادبی طور پر یہ ایک بڑا کارنامہ ہے کہ غالب کی زمینوں کو نعتوں کا لباس مہیا ہو گیا ؎

غالبؔ کی دلکش غزلوں کو راغبؔ

نعتوں کا لباس دے دیا ہے میں نے

یہ بات بھی میرے نزدیک اتفاقی نہیں۔ وہ مردِ آزاد کہ اسد اللہ خاں غالبؔ کہلاتا تھا، عاشقِ رسولؐ بھی تھا اور مرتبہ دانِ رسالت بھی۔ اس عالمِ اسباب میں رسولؐ اللہ کی رضا اور منشا کی تکمیل کا وسیلہ ہوتا ہے۔ مجھے تو اردو اور فارسی کی نعتیہ شاعری کے گنجینۂ گوہر میں ایسا موتی نظر نہیں آیا ؎

تیرِ قضا ہر آئینہ از ترکشِ حق است

لیکن کشودِ آں ز کمانِ محمدؐ است

میں نے راغبؔ صاحب کی نعتوں کو شعر و ادب کے ایک طالب علم کی حیثیت ہی سے نہیں پڑھا بلکہ مضامین و عقائد پر بھی نظر رکھی ہے اور میں پورے یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ راغبؔ صاحب اپنے عقائدِ صحیحہ اور عشقِ رسولؐ کے سہارے اس پُل صراط سے رقصاں و غزل خواں گزر گئے۔ عُرفیؔ کا یہ تنبہ ان کے کانوں میں گونجتا رہا ؎

عرفیؔ، مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا

ہُشدار کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

راغب صاحب کے قدموں کو توحید کی قوت اور جذبۂ عشقِ رسول ؐ نے اس تلوار پر مستقیم اور سلامت رکھا ہے، مگر اس ہوشیاری میں بھی سرمستی شامل ہے۔

— یہ مختلف کیفیتیں نعت کے سوا اور کس صنف میں یوں جمع ہو سکتی ہیں؟

اس مجموعے پر تفصیل سے لکھنے کو جی چاہتا ہے مگر صرف چند گھڑیاں میرے پاس ہیں، کیونکہ راغب صاحب ۱۲ ربیع الاوّل کے موقع پر یہ مجموعہ حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرنا چاہتے ہیں اور اب وقت نہیں۔

اِس مجموعے کی نعتیہ غزلوں کے اشعار بھی اردو غزلوں کے اشعار کی طرح مُفرد حیثیت رکھتے ہیں لیکن جس طرح ایک اچھی غزل اپنی ایک فضا رکھتی ہے، وہی فضا ان نعتیہ غزلوں میں بھی موجود ہے۔ آپ اگر کسی بڑے شاعر کی غزل کے اشعار کی ترتیب بدل دیں تو غزل کی مجموعی فضا بکھر جائے گی اور اس کی معنویت مجروح ہوگی۔ کچھ ایسی ہی فضا اور کُلّی معنویت مجھے اس مجموعے کی نعتیہ غزلوں میں نظر آئی ہے، پہلی ہی غزل کے پہلے تین شعر دیکھیے کہ ایک دوسرے سے کس طرح مربوط ہیں۔

مدحتِ خیر البشر ؐ اعجاز ہے تحریر کا
یہ بھی اِک انداز ہے قرآن کی تفسیر کا

لکھ رہا ہوں صفحۂ قرطاس پر نعتِ رسول ؐ
موج زن ہے ایک بحرِ بیکراں تنویر کا

اِک سراپا نور کی بعثت ہے اے ارضِ حجاز
ذرہ ذرہ طور ساماں ہے جہانِ پیر کا

نظر بظاہر دوسرے شعر کو پہلا شعر ہونا چاہیے تھا۔ (یعنی مطلع کا مفہوم اور

مضمون یہ ہوتا) ! لیکن خیر البشرؐ کے ذکر سے پہلے اپنا اور اپنی تحریر کا ذکر کیا کوئی مومن شاعر کر سکتا ہے؟

مطلع میں کتاب اور حاملِ کتاب کا رشتہ کس حسن سے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول، لباسِ شعر میں جلوہ فگن نظر آتا ہے۔ کسی نے جناب عائشہؓ سے کہا کہ "ہمیں رسولؐ کی سیرت کی کوئی بات بتایئے۔ جواب ملا، ـــــ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟" ـــــ گویا قرآن سیرتِ رسولؐ سے عبارت ہے۔ قرآن کا موضوع انسان اور انسان سازی ہے اور نبی کریمؐ کی ذاتِ کریم اس کی عملی مثال ہے۔ اعجازِ تحریر کے ذکر کے بعد شاعر اپنی کاوش کا ذکر کرتا ہے اور پھر اس کا پہلا شعر اس دیباچہ و تمہید کے بعد نغمہ میلاد بن کر فضا میں گونج اٹھتا ہے

اک سراپا نور کی بعثت ہے اے ارضِ حجاز

اِس بعثت کے سلسلے میں طوُر کے ذکر سے شاعر نے یہ بات واضح کر دی کہ حضورؐ کی بعثت دُعائے خلیل اور نویدِ مسیحا کے ساتھ ساتھ تمام انبیاءؑ کرام کے مقصدِ بعثت کے اتمام کا اعلان ہے۔

راغب صاحب کی نعتیہ غزلوں میں ایسی عشقیہ لَے ہے جس میں جُنید و بایزید کی "نفس گُم کردگی" کا عکس نظر آتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ مقصدِ بعثت اور عالمِ انسانیت پر حضورؐ کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے اتباعِ اُسوۂ حسنہ کے فیوض و برکات کو شاعرانہ زبان میں بیان کرتے ہیں۔ اپنے علم کو جذبے کی زبان عطا کرنا ایک ادبی فتح ہے۔ شاید مجھے یوں کہنا چاہیے عطائے رب ہے۔

ان نعتیہ غزلوں کے مُطالعہ کے دوران کئی شعر غالبؔ کے شعروں کی یاد

دلاتے ہیں اور غالبؔ کی غزل کو نعت کا لباس دینے کی بات لطف دے جاتی ہے۔ کئی قافیے ٹکڑے اور اسالیبِ اظہار، موضوع کے بدلنے سے ایک نئی فضا تخلیق کرتے ہیں۔

عشق سے طبیعت نے زلیست کا مزا پایا (غالبؔ)

جس کا اُمتی ہونا زندگی کا حاصل ہے
آکے اُس کے قدموں میں زلیست کا مزا پایا

اور یہ وہ منزل ہے جہاں غالبؔ اور راغبؔ کے شعر اپنے آپ کو ایک دوسرے میں گُم کر دیتے ہیں۔ غالبؔ نے "عشق" کی اصطلاح استعمال کی اور "اُس کے قدموں تک پہنچنا" اس اصطلاح کا مفہوم بن گیا ہے۔ یوں دونوں شعراء ایک دوسرے کا ضمیمہ اور تکملہ بن گئے ہیں۔

غالبؔ کے ایک مصرع کی تضمین ملاحظہ ہو ۔

جو سب سے مُحترم بعدِ خُدا ہے
"ہم اُس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا"

غالبؔ کا یہ شعر بہت خوبصورت ہے لیکن راغبؔ صاحب کی تضمین پڑھ کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے غالبؔ کا دوسرا مصرع سو سال سے زیادہ عرصے سے اس مصرع کا منتظر تھا۔ غالبؔ نے وحدت الوجود کی بات کی تھی۔ ذاتِ رب میں فنا ہو کر مقامِ بقا پر پہنچنا مقصودِ حیات ہو سکتا ہے، لیکن جہاں تک ہماری پہچان اور تشخص کا سوال ہے۔ اس کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

غالبؔ کے فیض نے راغبؔ صاحب کی نعتیہ غزلوں میں اپنی راہ آپ بنائی ہے اور بعض نہایت بلیغ ترکیبیں سامنے آتی ہیں ؎

آ گئے خلدِ رسالت میں سفر ختم ہوا
کشتیٔ شوق کا لنگر سرِ ساحل باندھا

خلدِ رسالت کی ترکیب میں ہمارا دورا اور ہر آنے والا دور سمٹ آیا ہے۔

علیمؔ نے حضورؐ کے بارے میں کیا اچھا کہا ہے ع

وہ آخری آدمی خدا کا

اور اب خدا کے اُس آخری آدمی کا عہد ہے جس کا دامن، روزِ حشر سے بندھا ہوا ہے۔ وہ آخری آدمی جو برزخِ کبریٰ ہے انسان اور خدا کے درمیان ___ وہ جو عرش و فرش کے درمیان وسیلہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی تقدیر کا دوسرا نام ہے۔ اور ان کا لایا ہوا دین، تقدیرِ کائنات ہے ؎

وہ اک انسان تھا، انسان کی تقدیر بھی تھا
مُرسَلِؐ فرش نشیں، عرش کی توقیر بھی تھا

وہ جو انسان کی تقدیر ہے، جس کی رسالت پایانِ وقت تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے معجزے بھی ماضی کا حصہ نہیں ہو سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جاوداں معجزے ہیں۔ قرآن حکیم اور اُسوۂ حسنہ ___ لیکن اربابِ نظر کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے معجزات بھی ابدیت آثار ہیں۔ مثلاً معراجِ مُصطفویؐ ___ نبیؐ کا کوئی معجزہ اور زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہو سکتا جس کا رشتہ

اور علاقہ عالمِ انسانیت سے نہ ہو ۔ اقبالؔ نے معراج کے اس پہلو کو کتنے ہی مقامات پر نہایت بلیغ انداز میں پیش کیا ہے ؎

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

راغبؔ صاحب نے معراج کی حقیقت کو غزل کی زبان اور استعارے میں پیش کیا ہے ۔ وہ "جنبشِ زنجیرِ در" جو معراج کی شب پیدا ہوئی تھی، راغبؔ کی نظر میں اسے آج بھی دیکھ رہی ہیں اور کون جانے کہ اُسی جنبش کی آواز ان کے نعتیہ اشعار کے آہنگ میں ڈھل گئی ہے ؎

ہے وہی جنبشِ زنجیرِ در اب تک، کہ جو تھی
شبِ معراجِ نبیؐ، ختمِ سفر ہونے تک

غزل کی ایمائیت اور رمزیت کے سہارے راغبؔ نے اپنے بعض اشعار میں کسی مضمون کے کتنے ہی پہلو سمیٹ لیے ہیں ۔ ان کے ایسے شعر تو خیال اور زمانے کے آئینہ خانے ہیں ۔ ایسے آئینہ خانے جن میں کئی صدیوں کے آثار و شواہد کے نُور کا انعکاس نظر آتا ہے ۔

روضۂ احمدِ مُرسلؐ پہ نظر آتا ہے
اُس کی رحمت کا ہم آغوشِ دُعا ہو جانا

گنبدِ خضرا کے سائے تلے مجھے اپنی دعائیں آغوشِ رحمتِ خداوندی میں نظر آئی تھیں اور میں نے اسی پس منظر میں یہ شعر سمجھا اور بلقیس کو سنایا ۔ بلقیس کہنے لگیں کہ "مجھے تو اس شعر کے ایک اور مفہوم نے زیادہ متاثر کیا ہے، روضۂ احمدِ مرسلؐ تو دعائے

ابراہیمیؑ کی قبولیت کی تجسیم ہے۔

راغبؔ صاحب اُردو کے کلاسیکی ادب کے نہایت اچھے مُبصر ہیں۔ غالبؔ کے اثرات کے علاوہ ان کے ہاں بعض اور آوازیں ان کے تخلیقی لہجے میں ڈھل کر ایک نئے قالب میں سامنے آئی ہیں، مثلاً ؎

چلنا اکڑ کے فرشِ زمیں پر نہیں روا
کچھ تو خیالِ خاطرِ ذرّات چاہیے

خیالِ خاطرِ ذرات مہذّب معاشرے کا ایک تقاضا ہے، مگر خیالِ خاطرِ ذرات آگاہی کی وہ منزل ہے جو صرف قرآنِ کریم کے وسیلے سے نصیب ہو سکتی ہے قرآنِ حکیم مظاہرِ قدرت کے عرفان و شعور کی گواہی دیتا ہے۔ ایسا شعور کہ جس کے تحت پتھر سے چشمے پھوٹتے ہیں اور پتھر خشیت اللہ سے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کنکر دستِ رسولؐ میں آکر تسبیح خوانی کرتے ہیں۔ (دوسری طرف بعض قلوب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پتھر سے بھی سخت)

راغبؔ صاحب نے سیرت کے حوالے سے اخلاقی مضامین کو ایسے ہی سلیقے اور غزل کے لہجے میں کئی اور مقامات پر پیش کیا ہے۔ اس تبصرے کے ابتدائی حصے میں راغبؔ صاحب کی صحتِ عقیدہ کا میں نے ذکر کیا ہے۔ بالخصوص توحید کے باب میں وہ بہت غیور ہیں۔ ذرا اس شعر کی کاٹ ملاحظہ ہو ؎

مشکل کشا ہے صرف خدا، بندۂ خدا
اُس کے سوا کسی سے گُلِ مدعا نہ مانگ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں صحابہ کی شاعری کا عام انداز

یہی ہے کہ وہ اسلام کی برکات اور عقائد کے فیوض کا رشتہ ذکرِ رسولؐ سے جوڑتے ہیں۔ میں آج بھی اس بات کا قائل ہوں کہ ہادیٔ برحق کا کوئی مداح اُن کے پیغام سے سرسری نہیں گزر سکتا۔ ہاں پیغام کے ساتھ پیغامبر کی ذات وصفات کو مرکزِ خیال بنانا لازم ہے۔ راغبؔ صاحب کی نعتیہ شاعری میں عالمِ انسانیت پر حضورؐ کے احسانات کا تذکرہ بھی ہے اور اس جمالِ حیات افروز تک پہنچنے کی تمنّا بھی۔

راغبؔ نے حبِّ دیارِ نبیؐ میں عشق کے کتنے ہی موسم گزارے ہیں۔ وصال کے موسم بھی اور ہجر کے موسم بھی — اور ہر موسم میں اُن کی کشتِ حُبِّ نبیؐ سرسبز رہی ہے۔ ان کی نعت ہی ان کی کشتِ محبت ہے ؎

ہر فصل میں ہے کشتِ محبّت ہری بھری
ہر موسم دیارِ نبیؐ مجھ کو راس ہے

خدا اس کشتِ محبت کے ماحصل کو اپنی بارانِ رحمت سے ہمیشہ تر و تازہ رکھے اور راغبؔ صاحب کا جذبہ جو الفاظ کی قالب میں ڈھلا ہے، لوگوں کی زبان پر کلمۂ حق کی طرح جاری ہو جائے۔

پروفیسر منظور حسین شور

راغب مُرادآبادی کی نعت گوئی

عظیم ادب کی تخلیق صرف اسی صورت میں امکان پذیر ہوتی ہے جب تخلیق کا موضوع نہ صرف یہ کہ پست نہ ہو بلکہ بلند ہو۔ نعت کا تعلق چوں کہ خلاقِ کائنات کے بعد کونین کی اُس عظیم ترین ہستی سے ہے جس کی ذات کو لاہوتیت، ملکوتیت اور بشریت کا نقطۂ ارتکاز کہا جاتا ہے۔ اِسی بنا پر نعت کا موضوع اپنی عظمت و تقدس کے لحاظ سے عالمِ موجودات کا وہ واحد اور سب سے عظیم موضوع ہے جس پر قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں۔

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

راغبؔ مرادآبادی برِصغیر پاک و ہند کے جانے پہچانے شاعر ہیں اور اس اعتبار سے انتہائی غیر معمولی انسان ہیں کہ انھوں نے نہ صرف یہ کہ سرورِ کائناتؐ کی بارگاہ میں نعتوں کا نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے بلکہ ایک دو نہیں ترسٹھ نعتیں مرزا غالبؔ کی زمینوں میں اس طرح کہی ہیں کہ ؏

معجزہ گر نیست کرامات ہست

ان کی قدرتِ نطق اور جودتِ طبع دونوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ایک تو نعت از خود شاعری کی مشکل ترین صنف، دوسرے مرزا غالبؔ کا اندازِ بیاں، ان دونوں کو بالخصوص نعت کے واسطے سے نباہنا راغبؔ مرادآبادی کی قوتِ تخلیق کا مظہر ہے۔ راغبؔ صاحب کو ان کی جو فن کارانہ صفات ان کے ہم عصروں سے مُمیّز کرتی ہیں، وہ معروضی اعتبار سے ان کا مطالعہ مشاہدہ اور تجربہ ہے، لیکن موضوعی اعتبار سے ذہن کی وہ تیزی اور طبیعت کی برّاقی ہے جس کی بنا پر وہ ہزاروں لوگوں کے مجمع میں بڑے بڑے مشاعروں میں اس بے تکلّفی اور برجستگی کے ساتھ شاعروں کے تعارف میں فی البدیہہ رباعیات کہتے چلے جاتے ہیں کہ شاعروں کی تعداد خواہ کتنی ہی کثیر ہو راغبؔ صاحب کی بدیہہ گوئی کے اِنسجام میں فرق نہیں آتا۔ شاعر کی تخلیقی سُرخ روئی میں اس کی پختہ مغزی، بالغ النّظری اور قوتِ اظہار کو بڑا دخل ہے۔ راغبؔ صاحب کی زیرِ نظر نعتوں کو دیکھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کو اپنے محسوسات کو ملفوظ کرنے میں بڑی قدرت حاصل ہے۔ لیکن بقولِ عُرفیؔ ؎

بالِ اندیشۂ پرواز شکستم صد بار
نبری ظن کہ بہ اوجِ سخن آساں رفتم

بالخصوص نعت کے معاملے میں اس مقام پر پہنچنے کے لیے بڑی بصیرت اور مزاولت درکار ہے۔ راغبؔ صاحب کی کامیابی کا راز ان کے قلب کی

پاکیزگی کے ساتھ سرورِ کائنات ؐ سے ان کی بے پناہ عقیدت میں پوشیدہ ہے۔

میں کہ اے راغبؔ انھیں کا ہوں غلامِ کم تریں
ان کے قدموں سے لپٹ جاؤں تو ٹھکرائیں گے کیا

ان نعتوں کا سب سے نمایاں وصف یہ ہے کہ راغبؔ صاحب نے جس مشکل گو اور مشکل پسند شاعر کی زمینیں اپنی نعتوں کے لئے منتخب کی ہیں، اس کی زبان میں اظہارِ مطالب سے اس طرح عہدہ برآ نظر آتے ہیں کہ مطالب کی نوعیت کے ساتھ زبان کی ریزہ کاری اور بیان کی رنگینی سے ہر نعت نکھرتی چلی جاتی ہے۔ راغبؔ صاحب نے نعت نگاری میں جس استعارے اور جس رمز سے کام لیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کو لفظوں کی مزاج شناسی میں بڑا درک ہے۔ اس باریک نکتے کے پیشِ نظر شاعر کا یہ احساس کہ ؎

جو بہر انداز ہوں شایانِ شانِ مصطفیٰ ؐ
لفظ ایسے ڈھونڈنا، لانا ہے جُوئے شِیر کا

ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے نعتیہ ادب میں راغبؔ مرادآبادی سے قبل کسی شاعر نے بالالتزام صرف مرزا غالبؔ ہی کی زمینوں میں نعت گوئی نہیں کی۔ راغبؔ مُرادآبادی کے اس انتخاب میں ان کی اِنفرادیت نمایاں ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

الحاج عبد الحبیب احمد
بی اے آنرز، ایم اے، ایل ایل بی

اظہارِ عجز

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، ختم المرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نہ صرف مسلمانوں، بلکہ نوعِ انسانی کے لیے ایک اکمل و عظیم ترین نمونہ ہے۔ یہی اور صرف یہی ہستی ہے، جس کا مثیل و نظیر نہ تو کوئی آج تک ہوا اور نہ کبھی ہو گا۔ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ، حیات و کائنات کی اعلیٰ ترین قدروں کا ایک خزانہ ہے۔ اور عشقِ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایمان کی تکمیل ناممکن ہے۔

زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور نماز اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خاں)

لہٰذا جس طاقِ دل میں عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن نہیں، وہ دل دل نہیں، جو آنکھ آرزوئے دیدِ خضرا میں پُرنم نہیں وہ آنکھ لاکھ

دیدہ ور بھی، بصیرت کے بے بہا موتیوں سے تہی دامن ہے۔ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

اس میں کوئی شک نہیں کہ عبد و معبود کو اگر کسی نے ملایا تو وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذاتِ والاصفات ہے۔ آپؐ ہی کے وسیلے سے حقیقتِ کبریٰ تک رسائی ممکن ہے اور یہی مفہوم رسالت ہے اور سچی اور دل آویز مدح و ثنا کا سرچشمہ بھی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب عشقِ سرمدی کے اِس مصدر و محور سے فن کار اپنا رشتہ جوڑتا ہے تو ایسی نعت پیدا ہوتی ہے جس کا ہر لفظ روح کی اتھاہ گہرائیوں میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال حضرت حسّان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک کا وہ نعتیہ کلام ہے جس کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہے جنابِ کعب ابنِ زہیر مکیؓ کی شاعری اور مشہور قصیدہ جو قصیدۂ بردہ شریف کے نام سے مشہور ہے اور جسے سُن کر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اوڑھے ہوئے تھے، حضرت کعب کو عطا فرما دی سچّے اور گہرے جذبوں کی ناقابلِ تردید مثالیں ہیں۔ یہ، اور اسی طرح کی بہت سی نعتیہ شاعری اپنے جوہر میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے شعرائے اُردو نے، نعتیہ شاعری کی طرف جس قدر توجہ دینی چاہیے تھی، نہیں دی۔ یہی سبب ہے کہ ہم خالصتاً نعت گو شعرا کے نام انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔ یوں تو بلاشبہ سارے ہی اُردو شعرا نے

ایک دو نعتیں کہی ہیں لیکن اِن سے اس وسیع اور اہم ترین شعبۂ فن کا حق ادا نہیں ہوتا۔

راغبؔ مراد آبادی صاحب کا زیرِ نظر مجموعہ "مدحتِ خیرُ البشرؐ" کئی اعتبار سے نعت کا ایک اہم مجموعہ ہے۔ میں بنیادی طور پر صنعت کار ہوں اور ادب سے میرا تعلق واجبی سا ہے۔ اس لیے عین ممکن ہے کہ میری ناچیز رائے اس باب میں کوئی بہت زیادہ مستند نہ ہو۔ البتہ میں نے کچھ نہ کچھ مطالعہ نعتیہ شاعری کا کیا ضرور ہے۔ علاوہ ازیں خدائے بزرگ و برتر کے لُطف و کرم سے میرے حصے میں یہ سعادت بھی آئی ہے کہ نعتیہ مشاعروں میں شرکت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دوں۔ طالب علمی کے زمانے سے یہ چراغ دل میں روشن ہے۔ اپنے مکان پر بھی جب کبھی ادبی محفلیں منعقد کیں تو بیشتر محفلیں نعتیہ ہی تھیں۔ جن میں ممتاز نعت گو شعراء شرکت فرما کر مجھے ممنون فرماتے رہے ہیں۔ مگر پھر بھی میں یہ بات پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ راغبؔ مراد آبادی کا یہ نعتیہ مجموعہ جدید نعت گوئی کا ایک سنگِ میل ہے۔ کیوں کہ میں نے اب تک نعتیہ شاعری کا جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے اس میں نعت کو ایک مخصوص VOCABULARY کا پابند اور رسمی مضامین تک محدود دیا ہے۔ فقط مولانا حالؔی کی مسدس "مدّ و جزرِ اسلام" ایک نعتیہ دستاویز ہے جس میں نعت گوئی رُوحِ عَصر سے ہم کنار نظر آتی ہے۔ یا اسکے بعد کا ایک بہت ہی قلیل نعتیہ سرمایہ ہماری توجہ کا مرکز بنتا ہے جس میں محسنؔ کاکوروی کا نعتیہ قصیدہ اور مولانا ظفر علی خاں کا بیشتر کلام شامل ہے۔ اقبالؔ کی شاعری کے بہت سے حصے جدید نعت کے ضمن میں ضرور آتے ہیں لیکن جزوی طور پر، کیوں کہ ان کے ساتھ بہت سی دوسری فکری اور جدلیاتی صداقتیں شامل ہو جاتی ہیں۔

راغب مرادآبادی کی نعتیہ شاعری دراصل حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اظہارِ عشق وعقیدت ہی کا مظاہرہ نہیں بلکہ ایک غلامِ عاصی و بندۂ مسلم کا وہ عاجزانہ خطاب بھی ہے جس میں پوری ملّتِ مسلمہ کا دل دھڑکتا محسوس ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اسلام اور مسلمانوں کے مسائل کا ذکر اور کس سے کیا جا سکتا ہے، کیونکہ انھیں کی نظرِ صد التفات سے راہ گم کردہ ملّت اپنا کھویا ہوا راستہ پا سکتی ہے۔

فنی اعتبار سے راغب مرادآبادی کی نعتیں کس معیار کی نعتیں ہیں اس کا ذکر کرنا راغب صاحب کی استادانہ شہرت اور فنی مہارت سے عدم واقفیت کا کھلا ثبوت ہے۔ فنِ سخن ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ہاں اتنا عرض کرنے کی جسارت ضرور کروں گا کہ جمالیاتی نقطۂ نظر سے یہ نعتیں الفاظ کی شکل میں محبتِ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ گل بوٹے ہیں جن کی خوشبو انسانی حسیّت میں روشنی کی لکیریں پیدا کر دیتی ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے اور میں نے فنونِ لطیفہ کے بڑے لوگوں کی کتاب میں یہی پڑھا ہے کہ اچھا آرٹ صداقت سے پیدا ہوتا ہے اور اچھے آرٹ کی بنیادی خوبی اس کا جمالیاتی پہلو ہے۔ راغب مرادآبادی کی نعتوں میں اِس جمالیات کی کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیے:۔

ہے جبیں بوسِ غبارِ رہِ بطحا پیہم
زندگی آج ہی راغبؔ مرے کام آئی ہے

آیا ہوں تشنہ لب سرِ میخانۂ حجاز
وہ دُردِ مے سہی مرے آقا، مگر ملے

پرتو سے جس کے بزمِ دو عالم ہے تابناک
راغبؔ محمدؐ عربی کا جمال ہے

رُوکشِ طور ہر اک جلوۂ بطحائی ہے
سامنے آئے جو آسودۂ بینائی ہے

اے خوشا وہ رسولِؐ بطحائی
جس کے دم سے ہے عالم آرائی

شبِ اسریٰ تھا کون گرمِ سفر
کس نے رفتارِ وقت ٹھہرائی

مندرجہ بالا اشعار میں جو گداز و سلاست ہے وہ راغبؔ مرادآبادی کے جمالیاتی رویّے کی گہرائی اور گیرائی کی آئینہ دار ہے۔ ایسے اشعار ایک نامعلوم نفسی کیفیت کا اظہار ہوتے ہیں۔ اور جن کا تخلیقی عمل شعوری نہیں بلکہ وجدانی ہوتا ہے بلاشبہ راغبؔ مُرادآبادی کی نعتیں نہ صرف بیشتر نئے موضوعات پر مبنی ہیں بلکہ تمام نعتیں غالبؔ جیسے عظیم شاعر کی غزلوں کی زمینوں میں ہیں۔ موجودہ اسلامی دنیا کے تازہ ترین مسائل کا ادراک راغبؔ صاحب کی نعتوں میں پوری قوت کے ساتھ موجود ہے۔ کیونکہ ایک زندہ اور سچا شاعر اپنے اطراف سے لاعلم رہ کر کبھی شاعری نہیں کرسکتا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کے پیچھے ایک مکمل تاریخی شعور اپنا عکس ڈال رہا ہوتا ہے۔ عالمِ اسلام کے مسائل اور عہدِ نو کا اِدراک ان اشعار میں دیکھیے۔

مشکلوں میں ہیں گرفتار مُسلمان ہنوز
حشر برپا ہے فلسطین میں سرکارؐ ہنوز

زلزلے کیا قلعۂ اسلام سے ٹکرائیں گے
سنگِ بنیاد آپؐ نے رکھا ہے اس تعمیر کا

نظر اسلام پر ہے آج بھی سارے زمانے کی
مگر کوشش نہ ہوگی بارور اس کو مٹانے کی

توحیدِ ذاتِ حق میں خرد کو ہو کیوں کلام؟
انکار ذاتِ حق سے خلل ہے دماغ کا

بے تامل سائے میں آتے رسولؐ اللہ کے
رہنے والا کوئی کانگو کا ہو یا کشمیر کا

راغبؔ صاحب کی شاعرانہ بصیرت اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ان کی گہری محبت ان کی نعتوں کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی ہے۔ ان کی محبت کا ایک پیرایۂ اظہار یہ بھی ہے کہ اُنھوں نے پوری کتاب میں شہنشاہِ دوسرا احمدِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے کہیں بھی عام نعت گو شعرا کی طرح لفظ "تُو" استعمال نہیں کیا۔ بلکہ ہر جگہ تخاطب میں عظمت شاہِ دین صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ حالاں کہ موجودہ روش میں حفظِ مراتب کا خیال رکھنا تقریباً نا پید ہے۔ زیادہ تر نعت گو شعرا یا تو حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جوشِ عقیدت میں خدا سے بڑھا دیتے ہیں یا پھر ان کی اصل عظمت کو بھی کم کر دیتے ہیں۔ اصل نعت وہ ہے جس میں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی کی پوری تفہیم موجود ہو۔ راغبؔ صاحب کی نعتیہ کتاب اس معیار پر ایک معیاری کتاب ہے۔

اس کے علاوہ راغبؔ صاحب کو مدحِ احمدِ مرسلؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی بے بضاعتی کا جو احساس ہے وہ بھی محبتِ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ثبوت ہے۔ غالبؔ نے کہا تھا ع۔

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

راغبؔ صاحب نے اس مضمون کو کئی پہلوؤں سے نظم کیا ہے۔ ذرا راغبؔ صاحب کا اسلوب و اعتراف دیکھیے۔

مدحِ تمام ان کی اب تک ہوئی کسی سے
راغبؔ بجا ہے تیرا احساسِ ناتمامی

خاکِ پا بھی نہیں حسّان کی میں اے راغبؔ
مدحِ سرکار کا انداز کب آتا ہے مجھے

جو بہر انداز ہوں شایانِ شانِ مصطفےٰؐ
لفظ ایسے ڈھونڈنا، لانا ہے جوئے شِیر کا

مجھے مکمل یقین ہے کہ راغبؔ مرادآبادی کا یہ مجموعۂ نعت کشتِ سخن میں ایک نئی فصل کا پیش خیمہ ثابت ہوگا اور سطحیت اور مادّیت کے اس دور میں داخلی حقیقتوں کی بھی نمائندگی کرے گا۔ اس نعتیہ کتاب سے زندہ اور سچی شاعری کی ایک نئی روایت جنم لے گی میرا عقیدہ ہے کہ ایسی تخلیقی کاوشوں کا صلہ بھی وہی دیں گے جن کی محبّت و عقیدت میں یہ سب کچھ لکھا گیا ہے۔

فیض ہے یا شہِ تسنیمؐ، نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا (رضاؔ بریلوی)

راغبؔ مُرادآبادی

چند کلمات

میں نے پہلی نعت ۱۹۳۴ء میں کہی تھی۔ اُس کا مَطلع میرے لیے آج بھی مشعلِ راہ ہے۔ اور میری نعتیہ شاعری کی بنیاد بحمد اللہ اسی نعت سے شروع ہوتی ہے۔

دیدۂ باطن سے دیکھا جس نے جلوا آپؐ کا
ہوگیا وہ یا رسولؐ اللہ، شیدا آپؐ کا

نعت گوئی کا سلسلہ قائم تو ضرور رہا لیکن دوسری اصنافِ سُخن میں طبع آزمائی اس اعلیٰ ترین صنفِ سُخن کی طرف کامل انہماک اور پوری دل جمعی کے ساتھ متوجّہ ہونے میں حارج ہوئی۔ سالِ گزشتہ میں نے مرزا غالبؔ کی زمینوں میں کچھ نعتیں کہیں اور ایک نعتیہ محفل میں، جس کا اہتمام محبِّ محترم ڈاکٹر ابوالخیر کشفیؔ، صدرِ شعبۂ اُردو جامعہ کراچی نے کیا تھا، میں نے موصوف سے بر سبیلِ تذکرہ کہا کہ 'مرزا غالبؔ کی زمینوں میں کچھ نعتیں کہی ہیں' آج مرزا غالبؔ ہی کی زمین میں ایک نعت سنیے گا، حضرت کشفیؔ نے فرمایا آپ ان نعتوں کی تعداد میں اضافہ کر کے ۶۳ نعتوں کا ایک مجموعہ منصۂ شہود پر لے آئیں۔

جناب کشفیؔ نہایت پاکیزہ کردار اور دین دار آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کلمات کو شرفِ قبول بخشا اور مجھ سے یہ ارفع و اعلیٰ کام لیا۔

"مدحتِ خیر البشرؐ" میں جو بسیط مقدمہ شامل ہے یہ بھی برادرم ابوالخیر کشفیؔ ہی کے

قلم کا رہینِ منت ہے۔ جس خلوص و عقیدت سے حضرت کشفی نے یہ مقدمہ لکھا ہے، میں اس کے لیے سراپا شکر و سپاس ہوں، ان کا مزید کرم یہ ہے کہ مقدمہ لکھ کر، ناسازیِ طبع کے باوجود، اسے مجھ تک پہنچانے کی زحمت بھی خود ہی بطیبِ خاطر گوارا فرمائی۔ میری زبان اور قلم ان کے شکریے سے قاصر ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر انھیں بطفیلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ اس کا اجر عطا فرمائے اور بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے اور میرے ارمغانِ عقیدت کو شرفِ قبول بخشے۔

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمیں باد

برادرِ عزیز رعنا ظفر اور عزیز گرامی قدر سید ظفر اقبال ظفر کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس مجموعے کی ترتیب میں زحمت فرمائی۔ کتابت شدہ اوراق کی تصحیح عزیزم سید فراست رضوی نے کی۔ احسان ناشناسی ہوگی، اگر میں اپنے بزرگ، محترم اعجاز الحق قدوسی، اپنے محترم دوست اور عصرِ حاضر کے ممتاز و منفرد نعت گو جناب حنیف اسعدی اور جناب نسیم احمد نسیم کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے مفید اور گراں قدر مشورے میرے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوتے۔

اخی مکرم، پروفیسر منظور حسین شور نے بھی میری نعت گوئی پر اظہارِ خیال کی زحمت گوارا فرمائی۔ موصوف کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے لاؤں؟

آخر میں حبیبِ لبیب، الحاج عبد الحبیب احمد کا شکریہ ادا کرنا بھی میں اپنا فرضِ منصبی سمجھتا ہوں جنھوں نے اس مجموعے کی طباعت و اشاعت کے مرحلوں کو آسان بنایا ورنہ خدا جانے یہ مجموعہ کب تک معرضِ التوا میں پڑا رہتا۔

مدحتِ خیر البشر، اعجاز ہے تحریر کا
یہ بھی، اک انداز ہے، قرآن کی تفسیر کا

لکھ رہا ہوں، صفحۂ قرطاس پر، نعتِ رسول
موج زن ہے، ایک بحرِ بے کراں تنویر کا

اک سراپا نور کی بعثت ہے، اے ارضِ حجاز
ذرّہ ذرّہ، طور ساماں ہے، جہانِ پیر کا

اُسوۂ ختم الرُّسُلؐ پر جس کی ہو اصل واساس
وہ نظامِ زندگی، گُل دستہ ہے توقیر کا

مدحِ سرکارِ دو عالمؐ کا ہو جس میں آب و رنگ
وہ کلامِ دل نشیں، سرچشمہ ہے تاثیر کا

سیرتِ خیر الوریٰؐ کے، دیکھ لے وہ خدّ و خال
جس کے دل میں، شوق ہو، قرآن کی تفسیر کا

علم و حکمت کے خزانے تھے، بآغوشِ حضورؐ
مکتبِ دانش، یہی تھا، شبّرؑ و شبّیرؑ کا

قاطعِ بُرہانِ باطل تھا، ہر ارشادِ رسولؐ
تھا زبانِ حق میں جوہر بُرّشِ شمشیر کا

زلزلے، کیا قلعۂ اسلام سے ٹکرائیں گے

سنگِ بُنیاد آپ نے رکھا ہے اِس تعمیر کا

جا رہا ہے جو، مدینے کی طرف، دیوانہ وار

کیوں نہ دامن تھام لوں، بڑھ کر میں اُس رہ گیر کا

بے تأمل سائے میں آئے رسُول اللہ کے

رہنے والا کوئی، کانگو کا ہو، یا کشمیر کا

اے خوشا، روضہ تھا اُن کا خواب میں خُلدِ نظر

مُبتدا، عزمِ سفر ہے، خواب کی تعبیر کا

عقلِ اِنسانی، اِحاطہ کر نہیں سکتی کبھی

داعئِ اسلام کے، احسانِ عالم گیر کا

مجھ کو حاصل ہے محمدؐ کی غلامی کا شرف
میری آزادی ہے احسان، خالقِ تقدیر کا

جو بہر انداز ہوں، شایانِ شانِ مصطفےٰؐ
لفظ ایسے ڈھونڈنا، لانا ہے جوئے شیر کا

بھیجتا ہوں روز و شب راغبؔ محمدؐ پر درود
مل گیا قرآں میں، نسخہ مجھے، اکسیر کا
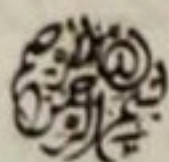
در پہ آ گئے اُس کے، ہم نے مُدعا پایا
اے خُوشا لقب جِس نے، ختمُ الانبیا پایا

جس کا اُمتی ہونا، زندگی کا حاصِل ہے
آ کے اُس کے قدموں میں، زیست کا مزا پایا

عرشِ کبریا بھی ہے، جس کا فرشِ پا انداز
اُس کے ساز و ساماں میں، ایک بوریا پایا

وردِ لب ہے نام اُن کا حرزِ جاں پیام اُن کا
ہم نے لطفِ عام اُن کا ظرف سے سوا پایا

اُن کے اسمِ اقدس نے جرأتِ عمل بخشی
جب بھی مرحلہ کوئی صبر آزما پایا

آپؐ کی ضیا سے ہے بزمِ آب و گِل معمور
مہر و ماہ و انجم کو آپؐ کا گدا پایا

لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ
محفلِ رسالت میں کیا بتائیں کیا پایا

ذہن میں رہی جس کے آیۂ ولا تقہرؐ
اس کے دل کو اے راغب درد آشنا پایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
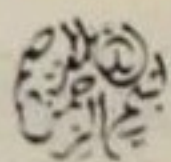
ناپید جب، یہ سلسلۂ ہست و بُود تھا
نُورِ محمدیؐ کا، یقیناً وُجود تھا

جسمِ رسولِ پاک تھا، اپنی مِثال آپؐ
اک شمع تھی کہ جس کا نہ سایہ نہ دُود تھا

شہرِ نبیؐ میں جا کے، نہ آیا خیالِ غیر
پیہم مری زباں پہ سلام و دُرود تھا

اُس کی نظر تھی، محرمِ اسرارِ دو جہاں
وہ راز دارِ عالمِ غیب و شُہود تھا

دِل دادہ کر دیا اُنہیں صوم و صلوٰۃ کا
وہ، جن کا شغل، رقص و غِنا و نمُود تھا

اُس کی صدائے حق نے اُلٹ دی بساطِ کفر
صدیوں سے، اِس کُرے پہ مسلسل جمُود تھا

اِتمامِ نعمتوں کا ہو، یا وہ رِضائے حق
اِس بزمِ آب و گِل میں اُسی کا وجُود تھا

آئے تھے جس میں بہرِ سلامی ملائکہ
راغبؔ، مرے حضورؐ کا جشنِ وُرود تھا
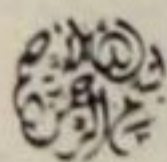
دل میں، حُبِّ سرورِ کون و مکاں کا در کھلا
زندگی کا، رازِ سربستہ تو اب مجھ پر کھلا

لب پہ جاری ہو گیا، ذکرِ امامُ الانبیا
بابِ الطاف و عطائے خالقِ اکبر کھلا

دیکھ کر روزِ حساب اُن کو نہایت مہرباں
آرزوؤں کا مری، اک بے کراں دفتر کھلا

کفش بر دارانِ خَتمی مَرتبت کو کیا خبر
بابِ جنّت کب کھلا، کیسے کھُلا، کیوں کر کھلا

دل نوازی کا یتیموں کی، بِلا دنیا کو درس
سَرورِ کونینؐ پر سِرِّ فَلَا تَقْھَرْ کھُلا

کیوں مےِ رنگیں سے، دنیا میں تھا لازم اجتناب
تشنہ کاموں پر، یہ عُقدہ تو لبِ کوثر کھُلا

جانتے ہو، کس کے تھے شیرِ خُداؑ، حلقہ بگوش
ایک پل میں، فیض سے کس کے درِ خیبر کھُلا
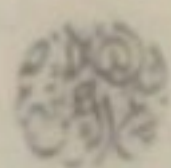
ہر ذرّہ جس کا، خُلدِ بریں در کنار تھا
یادش بخیر، شاہِ اُمَم کا دیار تھا

دربارِ مجتبےٰ میں کہاں دھوپ کی تپش
دُربار، ابرِ رحمتِ پروردگار تھا

جنّت میں لائی مجھ کو شفاعت حضورؐ کی
اعمال پر نجات کا کب انحصار تھا

رازِ نجات، اُن کا کرم ہے، خُدا گواہ
ورنہ مرا عمل تو زرِ کم عیار تھا

وہ بھی رہا عطا سے نہ محروم آپ کی
جس دوشِ ناتواں پہ گناہوں کا بار تھا

اک اک سیاہ کار، سرِ حشر، ہر نفَس
لطفِ شہِ انام کا اُمیدوار تھا
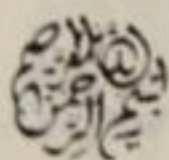
مرگِ حمزہؓ کا، اگرچہ زخم ابھی تک تازہ تھا
دشمنوں پر پھر بھی لُطفِ خاص بے اندازہ تھا

دشمنانِ سنگ دل کا بھی رہا اکثر قیام
خانۂ بدرُالدُجیٰ کا، بند کب دروازہ تھا

ایک رشتے میں پِرو دیا ہے اُنہیں صرف آپ نے
جو پراگندہ تھے، جن کا مُنتشر شیرازہ تھا

گردبھی رہوارِ باطل کو نہ اُس کی مِل سکی
برق رفتار اس قدر، اسلام کا جمّازہ تھا

تین سَو تیرہ کی غیرت، بن گئی تمہیدِ فتح
تازیانہ اہلِ کفر و شرک کا آوازہ تھا

راغبؔ اُن کی اک نظر، جنّت بداماں کر گئی
خوفِ دوزخ تو مرے اعمال کا خمیازہ تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
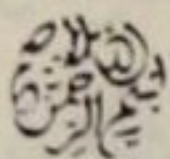
شافعِ محشر، کرم مجھ پر نہ فرمائیں گے کیا
مجھ کو جنّت میں، مرے اعمال لے جائیں گے کیا

نفس کو مغلوب کرنے ہی کی جب کوشش نہ کی
نفس کو ہم، موردِ الزام ٹھہرائیں گے کیا

محرمِ رازِ دو عالم کا ہوں میں حلقہ بگوش
اہلِ دُنیا، رازِ عقبیٰ، مجھ کو سمجھائیں گے کیا

جن کے دلؔ پر مُہر ہے سمع و بصر پہ ہے حجاب
سرورِؐ دارین پر، ایمان وہ لائیں گے کیا

بے سر و ساماں سہی، نسبت اُنہیں سے ہے مگر
ہم غریبوں کو، وہ روضے پر نہ بُلوائیں گے کیا

زندگی کا ساز و ساماں ہے، غمِ ہجرِ رسُولؐ
دہر کے رنج و الم خاطر میں ہم لائیں گے کیا

میں کہ اے راغبؔ اُنہیں کا ہوں غلامِ کمتریں
اُن کے قدموں سے لپٹ جاؤں تو ٹھکرائیں گے کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
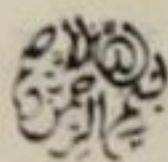
رہِ ختمُ الانبیاؐ کا میں اگر غُبار ہوتا
مرا سَر بلند رہتا میں فلک وقار ہوتا

رُخِ مصطفےٰؐ پہ صدقے یوُنہی بار بار ہوتا
مجھے اپنے ہر عمل پر اگر اختیار ہوتا

مجھے دیدِ رُوئے انور، نہ ہوئی نصیب ورنہ
مرے دل کا گوشہ گوشہ ہمہ تن بہار ہوتا

تری بے قراریاں ہی، سببِ قرار بنتیں
جو زباں پہ نام اُن کا دلِ بے قرار ہوتا

مجھے آپؐ کی شفاعت پہ یقیں ہے ورنہ آقاؐ
میں نجاتِ آخرت کا نہ اُمیدوار ہوتا

کبھی بے وُضو نہ آیا مرے لب پہ نامِ نامی
میں یہ قصد بھی جو کرتا تو گُناہ گار ہوتا

مجھے کب نصیب ہوتی یہ بہارِ باغِ بطحا
نہ اگر مرا مُعاون مِرا کردگار ہوتا

ہُوا ذکرِ مجتبےٰؐ سے جو نہ بھُول کر بھی غافل
میں وہ طائرِ خُوش اِلحاں سرِ شاخسار ہوتا

کبھی لوٹ کر نہ آتا درِ ختمُ الانبیا سے
کسی کارواں میں شامل جو یہ خاکسار ہوتا

کرمِ حبیبِ حق نے نئی زندگی عطا کی
سرِ حشر ورنہ راغبؔ میں ذلیل و خوار ہوتا

کہوں میں شاہِ بطحاؐ مُدعا کیا
تمنّا دید کی ہے دل میں کیا کیا

بُلائیں گے نہ کیا روضے پہ سرکارؐ
کیسے جاؤں میں قِسمت کا گِلا کیا

ابھی تک دُور ہوں بابِ حرم سے
ابھی مشکوک ہے میری وفا کیا

جو سب سے محترم، بعدِ خدا ہے
"ہم اُس کے ہیں، ہمارا پوچھنا کیا"

ھُوَ الْاَبْتَر کہا جس کو خدا نے
نشاں اُس کا کوئی باقی رہا کیا

مدینے کی طلب میں جاں بلب ہوں
نہیں یہ مرحلہ، صبر آزما کیا

وہ جن کی زندگی ہے وقفِ دُنیا
کریں گے بندگی کا حق ادا کیا

محمدؐ کا ہوں راغبؔ نام لیوا
نہ ہو گا مہرباں مجھ پر خدا کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
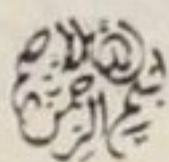
نعتِ سرکار میں جب، قافیۂ دل باندھا
سجدۂ شکر کیا، فکر کا حاصل باندھا

یادِ بطحا میں، جو مضمونِ غمِ دل باندھا
جی بھر آیا، تپشِ شوق کا حاصل باندھا

آ گئے خُلدِ رسالت میں سفر ختم ہُوا
کشتیِ شوق کا لنگر سرِ ساحل باندھا

آپؐ کی شانِ جمالی کو وہ سمجھا ہی نہیں
آپؐ کو، جس نے بھی رشکِ مہِ کامل باندھا

اُس کے اظہار سے، قاصر ہے زبانِ عُشّاق
نعت گوئی نے سَماں جو سرِ محفل باندھا

اُن کا در چھوڑ کے، پھرتا رہا مارا مارا
کیوں نہ تعویذِ قناعت اے سائِل باندھا

چند ہی ماہ، مدینے میں تھا امکانِ قیام
چشمِ نَم، رختِ سفر ہم نے بمشکل باندھا

پیشِ حق، چل نہ سکی ایک بھی، دم ٹُوٹ گیا
زور تُو نے تو بہت، شورشِ باطِل باندھا

میں نہ سعدیؔ ہوں نہ حسّانؔ ہوں راغبؔ جو کہوں

ایک مضمون تو سرکارؐ کے قابل باندھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
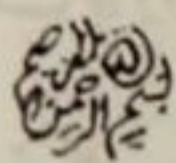
اگر، اُن کی شفاعت کا، نہ راغبؔ آسرا ہوتا
نجانے حشر میں، ہم عاصیوں کا حشر، کیا ہوتا

تمنّا اُس کی بَر آتی، وہ منزل آشنا ہوتا
جو دل سے، روضۂ اطہر پہ مشغولِ دُعا ہوتا

فقط، سرکارؐ ہیں، مُزمِّلؐ، مُدَّثِرؐ، طٰہٰؐ
حق اُن کا تھا، کسی کو یہ شرف کیونکر عطا ہوتا

فصاحت، ناز فرماتی مری شیریں بیانی پر
محمدؐ مصطفےٰؐ کا نامِ نامی لے لیا ہوتا

عطا ہوتی، حیاتِ جاودانی بھی اگر ہم کو
محمدؐ کی غلامی کا نہ پھر بھی حق ادا ہوتا

عمل جس کا نہیں تھا، سنتِ سرکارِؐ عالی پر
سرِ محشر نہ کیوں شرمندہ وہ پیشِ خدا ہوتا

اطاعت سے نہ ہوتے اپنے رب کی ایک پل غافل
ہمیں دنیا میں راغبؔ یاد اگر قَالُوْا بَلٰی ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
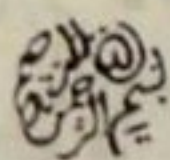
اسلام، نُورِ دیدہ تھا جو باغ وراغ کا
کیا آندھیاں بگاڑ سکیں اُس چراغ کا

حسنینؓ ہوں، علیؓ ہوں، کہ بنتِ رسُولؐ ہوں
ہر پھُول دیدنی ہے، رسالت کے باغ کا

ہر شخص کی زباں پہ دُرُود و سلام ہے
کوئی نہیں مدینے میں طالب فراغ کا

توحیدِ ذاتِ حق میں، خرد کو ہو کیوں کلام
انکار ذاتِ حق سے، خلل ہے دماغ کا

کیوں صف میں ہو صحابہؓ کی بوجہلِ رُوسیاہ
کیوں باغِ مصطفےٰ میں گزر ہو کُلاغ کا

یہ تو عطائے بحرِ شۂ نامدار ہے
کیا لالہ ہو حریف مرے دل کے داغ کا

کھنچتی ہے خُم کدے میں جو ارضِ حجاز کے
راغب میں تشنہ ہوں اُسی مے کے ایاغ کا
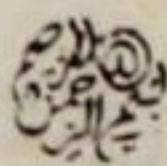
وہ اک انسان تھا، انسان کی تقدیر بھی تھا
مُرسلِ فرش نشیں، عرش کی توقیر بھی تھا

کام آئی، سرِ حشر اُن کی شفاعت بخُدا
میں گنہگار بھی تھا، لائقِ تعزیر بھی تھا

عملاً اُس نے دیا، فقر و قناعت کا سبق
دو جہاں جس کے تھے، جو صاحبِ جاگیر بھی تھا

میری مجبُوری و دُوری پہ بھی تھی اُن کی نظر
میرے موؐلیٰ پہ عیاں، باعثِ تاخیر بھی تھا

مُنہدم، ذکرِ گرامی سے ہُوا ہے اُن کے
قلعۂ نَفْس کہ ناقابلِ تسخیر بھی تھا
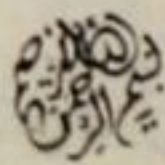
دل کو، دُوری کا مدینے سے، جو اک افسوس تھا
میرے مولیٰ، بر بنائے حسرتِ پابوس تھا

صِرف اُسی کی پیروی ہے، ضامنِ منزل رسی
جس کا ہر نقشِ قدم، اک نور کا فانوس تھا

حق پرستوں پر روا رکھا نہ کیا کیا ظلم و جور
دوزخی بوجہل بھی، ہم سنگِ دقیانوس کا

سازشِ کفارِ مکہ، بار ور ہوتی تو کیوں
خالقِ ارض و سما، خود حافظِ ناموس تھا

تھے فدا شمعِ رسالت پر وہ سب، پروانہ وار
حق پہ تھے جو لوگ، جن کا دل نبیؐ مانوس تھا

چشمِ سرکارِ دو عالمؐ نے وہ بخشا اعتدال
خارِ صحرائے عرب بھی، صالحُ الکیموس تھا

روشنی، لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ سے ملی
بارِ خاطر ورنہ اے راغبؔ، دلِ مایوس تھا
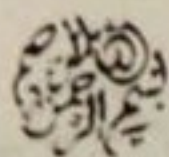
اوّل اوّل تھے، رسولُ اللہ، تنہا آشنا
رفتہ رفتہ ہو گئی، وحدت سے، دنیا آشنا

اُمِّ ہانی کے مکاں سے، عرشِ اعظم پر گئے
تھے محمدؐ ابنِ عبدُاللہ مولا آشنا

سیرت و کردارِ پیغمبرؐ کو جو سمجھا نہیں
ہو سکے گا، عظمتِ اسلام سے کیا آشنا

جو مُسلماں ہے، اُسے رُہبانیت سے کیا غرض
ہر مسلماں کیوں نہ ہو پھر دین و دُنیا آشنا

سرورِ کونین پر، ایمان لانے میں تھی عار
عظمتِ حق سے تو، دشمن بھی نہ تھے نا آشنا

اُمتی ہوں خواجۂ کونین کا، یہ کیوں کہوں
کوئی تو راغب، بھری دُنیا میں ہوتا آشنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
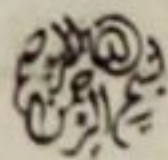
قصدِ منزلِ بطحا کیوں ہو رائیگاں اپنا
محسنِؐ دو عالم ہے میرِ کارواں اپنا

اُن کا روضۂ اطہر مامن و نشاں اپنا
رُوح مُطمئن اپنی دل ہے شادماں اپنا

ذکرِ پاک سے اُن کے ایک پل نہ ہو غافل
فرض ادا کرے تا زیست کاشکے زباں اپنا

کٹ مریں اگر آئے حرف اُن کی عزّت پر
ہے یہی محبّت ہیں، اُن کی، امتحاں اپنا

آفتابِ محشر کا خوف کیا ہمیں راغبؔ
دامنِ محمدؐ ہے جب کہ سائباں اپنا
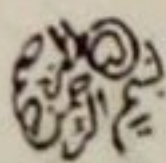
میری قسمت میں بھی لکھا ہو رسا ہو جانا
مِٹ کے خاکِ رہِ محبوبِ خدا ہو جانا

کوئی، عشّاقِ رسولؐ دوسرا سیکھے
بڑھ کے، قربانِ رسولؐ دوسرا ہو جانا

نگہِ عقدہ کشا اُن کی، اگر ہو جائے
سہل ہے، عقدۂ دشوار کا وا ہو جانا

اولیا کو بھی میسّر ہو اگر، ناز کریں
درِ سلطانِ دوعالَم کا گدا ہو جانا

روضۂ احمدِ مُرسَل پہ نظر آتا ہے
اُس کی رحمت کا ہم آغوشِ دُعا ہو جانا

موت ہے، اہلِ محبت کے لیے اے راغبؔ
آستانِ شہِ بطحا سے جُدا ہو جانا
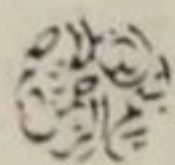
محفل میں، ذکرِ تاجورِ بحر و بر ہے آج
اظہارِ فکر و فن کا، برنگِ دگر ہے آج

وردِ زباں ہے نام، رسولِ انام کا
قدموں پر آپ ہی کے تصور میں سر ہے آج

چومے تھے جس نے پائے مبارک حضورؐ کے
خلدِ نگاہِ شوق، وہی رہ گزر ہے آج

دُنیا نہیں، یہ حشر کا میداں ہے، اس لیے
اُمّت پہ اُن کا لطف و کرم بیشتر ہے آج

غُربت میں آ رہی ہے دیارِ نبیؐ کی یاد
دل میں ہے درد، لب پہ فغاں، چشم تر ہے آج

شبدیزِ وقت کی حرکت سلب ہو گئی
عرشِ بریں کی سمت یہ کس کا سفر ہے آج

پیہم دُرُود کیوں نہ ہو راغب زبان پر
صد شکر، یومِ بعثتِ خیرُ البشر ہے آج
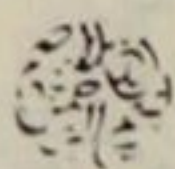
مدینے کے ہیں بہشتِ نظر، در و دیوار
نشاطِ جاں ہیں، مرے ہم سفر، در و دیوار

محمدِ عربی کا خیال آتے ہی
بھر آئی آنکھ مری، دیکھ کر در و دیوار

ادب سے دیکھ، نظر کی یہی طہارت ہے
مدینے کے ہیں، یہ اے بے خبر در و دیوار

محل سے خُلدِ بریں کے بھی ہے کہیں افضل
دیارِ خواجۂ گیہاں کا، ہر در و دیوار

دیارِ صاحبِؐ معراج، ایک ہالۂ نور
بہارِ قلب و نظر، سر بسر در و دیوار

رسولِؐ پاک کی، پڑتی رہی ہے ان پہ نظر
کریں نہ کیوں مرے دل پر اثر در و دیوار

کشش، حضورؐ کی بعثت کے بعد ان کی بڑھی
کہاں تھے اتنے حسین پیشتر در و دیوار

خجل نہ جائے، دیارِ رسولؐ سے راغب
کریں قبول، یہ نذرِ ہنر در و دیوار
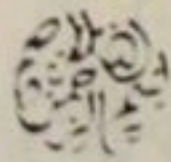
خَم ہے ادب سے، اے شہِ دیں، سر کہے بغیر
پھر آؤں کاش آپؐ کے در پر کہے بغیر

دل سے، زبان پر بھی نہ آئے جو التجا
سُنتے ہیں وہ بھی آپؐ، مکرّر کہے بغیر

سرچشمۂ سُرور ہو، عشقِ حضورؐ اگر
بنتی ہے بات، بادہ و ساغر کہے بغیر

جاری رہے گا فیض، رسالت مآبؐ کا
بگڑے ہوئے بنیں گے مُقدّر، کہے بغیر

توفیق دے، زیارتِ شہرِ حبیبؐ کی
اے کاش مجھ کو، خالقِ اکبر کہے بغیر

جو اشک، اُن کی یاد میں، آنکھوں سے ہے رَواں
بَن جائے کیوں نہ رَشکِ گوہر کہے بغیر

اللہ رے دشمنوں پہ بھی، انعام و التفات
ہوتے رہے ہیں پھول نچھاور کہے بغیر

راغبؔ نہ پوچھیے، بطفیلِ شہِ انام
آئی ہیں نعمتیں جو مُیسّر کہے بغیر

ﷺ
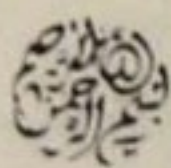
بند آنکھ ہو، تو روضۂ سرکارؐ دیکھ کر
فرشِ زمیں پہ، عرش کے انوار دیکھ کر

آئے تھے سُوئے دینِ ہُدیٰ، مُنکرانِ حق
اُمّیؐ لقب کے، سیرت و کردار دیکھ کر

انساں کے دوش پر وہ امانت ہے آج بھی
شق جس کو ہوگیا، دلِ کہسار دیکھ کر

مُجھ پر ترس کسی کو نہ آیا بجُز حضوُر
روزِ حساب، غم سے گراں بار دیکھ کر

خُوش نُودیِ رسولؐ کا رُخ ہی بدل نہ جائے
مومن کو، مستِ بادۂ پندار دیکھ کر

جاری رہے، طوافِ حرم ہی تمام عمر
دل نے کہا، یہ گردشِ پرکار دیکھ کر

جنّت کا حُسن میری نگاہوں میں پھر گیا
راغبؔ، مدینے کے در و دیوار دیکھ کر
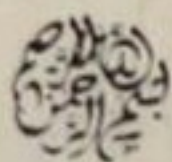
مدینے مجھ کو لے آئی، طبیعت کی اُمنگ آخر
ہُوا دُور اِس فضا میں، دل کے آئینے کا زنگ آخر

میں پھیلاؤں کہاں تک اپنا دامن، رُو برُو اُن کے
کرم ہیں اُن کے، بے پایاں، مرا دامن ہے تنگ آخر

عمل کر، اُسوۂ خیر البشرؐ پر، رہ کے دُنیا میں
بدل جائے گا اے ناداں، تری سیرت کا رنگ آخر

اُڑایا جس نے پیہم مضحکہ، حُکمِ الٰہی کا
ہوئی اُس قومِ ناہنجار پر بارانِ سنگ آخر

بجی مکّے میں، نصرُاللہِ وَالفتحُ کی شہنائی
بدلنا ہی پڑا، کفّارِ مکّہ کو بھی ڈھنگ آخر

زیادہ تھی بہت تعداد، فوجِ اہلِ باطل کی
مگر جیتی ہے راغبؔ، تین سو تیرہ نے جنگ آخر

مشکلوں میں ہیں مسلمان، گرفتار ہنوز
حشر برپا ہے، فلسطین میں سرکار ہنوز

در پئے عزت و ایماں ہیں، ستم پیشہ یہود
اہلِ حق خوار ہیں، یا سیدِ ابرار ہنوز

دِل صد پارہ ہے، عبرت کا مرقع، یعنی
اِس کے ہر گوشے پہ ہے، برق، شرربار ہنوز

دُولِ ارض بھی، در پردہ ہیں انصارِ یہوُد
سَرِ مظلوم پہ ظالم کی ہے تلوار ہنوز

راغبؔ، ایثار کی طالب ہے حیاتِ گزُراں
وائے بر ما کہ ہیں بے گانۂ ایثار ہنوز
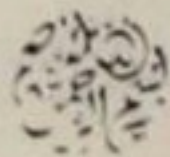
شاہِ شاہاں سے نہیں جان عزیز
جان کیا ہے، نہیں ایمان عزیز

کیوں نہ وہ شرع کا پابند رہے
جس کو ہے، آپؐ کا فرمان عزیز

کی محمدؐ کی اطاعت جس نے
ہے خدا کو وہ مسلمان عزیز

اس میں ہیں، آپؐ کے اوصافِ جمیل
اہلِ ایماں کو ہے قرآن عزیز

خاکِ پائے شہِ بطحا کی قسم
جان سے ہے، عربستان عزیز

جس میں راغب ہو مدینے کا خیال
کیوں نہ اُس دل کے ہوں ارمان عزیز
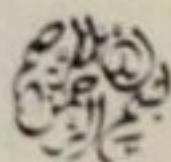
شہرِ نبیؐ سے دُور ہوں، اے جانِ زار حیف
نیّت تو ہے، عمل پہ نہیں اختیار، حیف

یادِ نبیؐ میں کاش گزرتی تمام عمرُ
آئے نہ کیوں زباں پہ مری، بار بار حیف

ذکر اُن کا سُن کے بھی نہ بڑھیں بے قراریاں
یہ بے حسی ہے، اے دلِ غفلت شعار حیف

ٹوٹیں ابو لہبؔ کے الٰہی ضرور ہاتھ
کانٹے بچھائے اُس نے سرِ رہ گزار حیف

توبہ نہ کی، شباب کا موسم گزر گیا
راغبؔ، زباں پہ اب تری آئے ہزار حیف

زندگی، منزلِ شب میں ہے، سحر ہونے تک
نہ اُٹھے گا یہ حجاب اُن کی نظر ہونے تک

دل نہ ٹھہرا ہے نہ ٹھہرے گا سرِ جادۂ شوق
بے قراری ہے، نصیب آپؐ کا در ہونے تک

ہے وہی جنبشِ زنجیرِ در اب تک کہ جو تھی
شبِ معراجِ نبیؐ، ختم سفر ہونے تک

کاش محفوظ رہے فیصلہ اے داورِ حشر
شافعِ اُمّتِ عاصی کو خبر ہونے تک

ہم گنہگار، کشاکش میں رہیں گے سرِ حشر
آپؐ کی چشمِ کرم، بارِ دگر ہونے تک

سایۂ دامنِ رحمت ہی تو ہے نازِ حیات
نہ جئیں، غیر کے ہم دستِ نگر ہونے تک

مُژدہ آئے گا شفاعت کا بلطفِ شہؐ دیں
راغبؔ اک اشکِ ندامت کے گہر ہونے تک

یہ تو نہیں کہوں گا، کہ راغب دعا نہ مانگ
دولت بجز محبتِ خیرالوریٰ نہ مانگ

مُشکل کُشا ہے صرف خداؐ، بندۂ خُدا
اُس کے سِوا کسی سے، گُلِ مدّعا نہ مانگ

آجائے بندگی میں، مُبادا، دُعا پہ حرف
شرعِ مُحمّدیؐ میں جو ہو، ناروا نہ مانگ

اِیَّاکَ نَستَعِینُ[1] پہ ایمان ہے اگر
نعمت کوئی بھی ہو، بدرِ ماسِوا نہ مانگ

کر زندگی کو، بندگیِ اَلاَحد میں صرف
نِعمَت ہے زندگی، تو دُعائے قضا نہ مانگ

داتا وہی ہے، اُس سے ہو کیوں مانگنے میں عار
راغبؔ مگر، خلافِ رِضائے خدا نہ مانگ
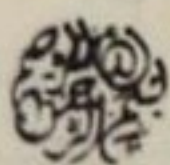
یا نبیؐ، رکھتے نہیں ہیں، دولتِ شاہانہ ہم
جان و دل کا، پیش کرنے، آئے ہیں نذرانہ ہم

راہ کی دُشواریاں، مانا کہ ہیں صبر آزما
دَم مدینے ہی میں لیں گے، ہمّتِ مردانہ ہم

بَن سنور کر سامنے، دُنیا نہ آئے بار بار
اے خوشا، رکھتے نہیں، خُوئے سگِ دیوانہ ہم

بخشتا ہے، رُوح کو تابندگی جس کا سُرُور
پی چکے ہیں، بادۂ بطحا کا وہ پیمانہ ہم

فقرِ بوذرؓ کا تصوّر بھی ہے راغب جاں فزا
دولتِ دُنیا سے یکسر ہو گئے بیگانہ ہم
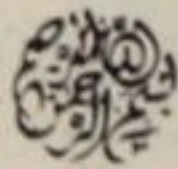
کیوں معصیت کی نذر ہوئی، زندگی کی شرم
جائے گی تا بگور نہ اِس گُم رہی کی شرم

میں جن کا اُمّتی ہوں، میں جن کا غلام ہوں
رکھّیں گے حشر میں بھی مری بے بسی کی شرم

اس میں تو شک نہیں، کہ کشش ہے گناہ میں
رکھتی ہے باز دل کو مگر، آدمی کی شرم

میں بندہ ہوں، وہ بندہ نواز و کریم ہے
رکھے گا اور کون، مری بندگی کی شرم

آگاہیِ ضمیر کی دولت عطا کرے
رکھ لے مرا خدا، مری ناآگہی کی شرم

سُوئے مدینہ، بے سروساماں چلا ہوں میں
راغبؔ، اب اُن کے ہاتھ ہے، تنہاروی کی شرم
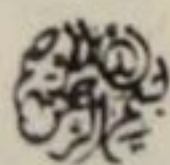
ہر لمحہ قدم بوسِ محمدؐ ہیں نگاہیں
ممکن ہی نہیں اُن کے سوا اور کو چاہیں

ہو گی نہ زیارت مجھے سرکارؐ کی کب تک
بھرتا رہوں کب تک مرے اللہ میں آہیں

چُومے تھے قدم سیّدِ والا کے جنہوں نے
اے کاش مرے دل میں سما جائیں وہ راہیں

آغوشِ نظر میں ہے درِ صاحبِ معراج
اب میری زباں پر ہیں نہ آہیں نہ کراہیں

اوصافِ محمدؐ ہی سے نعتوں میں ہے تاثیر
راغبؔ انہیں عشاقِ نبیؐ کیوں نہ سراہیں
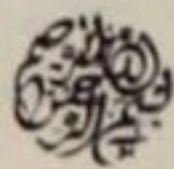
باُمّیدِ لطف و کرم، دیکھتے ہیں
سُوئے شافعِ حشر ہم دیکھتے ہیں

گنہگارِ اُمّت سرِ حشر کیا کیا
عنایاتِ شاہِ اُمَم دیکھتے ہیں

صِفت میرے موٰلی کی ہے پردہ پوشی
خطا کارِ خُود سر تو کم دیکھتے ہیں

اُنہیں کی عنایت ہے دریا بدریا
اُنہیں کا کرم یَم بہ یَم دیکھتے ہیں

جو ہیں رہروِ منزلِ خُلدِ بطحا
وہ کب راہ کے پیچ و خم دیکھتے ہیں

کبھی دیکھتے ہیں بہارِ مدینہ
کبھی حُسنِ ارضِ حرم دیکھتے ہیں

طوافِ درِ مُصطفٰےؐ کرنے والے
فرشتوں کو بھی ہم قدم دیکھتے ہیں

"غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ"
کہاں سوئے طبل و علم دیکھتے ہیں

باعجاز و کیفِ ہوائے مدینہ
ضعیفوں کو بھی، تازہ دم دیکھتے ہیں

رواں مدحِ محبوبؐ داور ہیں راغب
بہ اندازِ غالب قلم دیکھتے ہیں

خُوبیاں اسلام کی جب، جزوِ ایماں ہوگئیں
مشکلیں راہِ عمل کی، مجھ پر آساں ہوگئیں

آپؐ کے قول و عمل سے، اے شہِ ارض و سما
برکتیں اسلام کی سب پر نمایاں ہوگئیں

نعمتیں کیوں چھن گئیں ہم سے، رسولِ کائنات
آفتیں کیوں آج تقدیرِ مُسلماں ہوگئیں

دفعتاً ایسی چلی، فرقہ پرستی کی ہوا
ملّتِ اسلام کی زلفیں پریشاں ہو گئیں

جب پڑا پرتو، محبّت کا رسولؐ اللہ کی
گلبنِ ایماں کی شاخیں، گُل بداماں ہو گئیں

اے خوشا آب و ہوائے شہرِ ختمُ المرسلیں
کھِل کے کلیاں آرزوؤں کی، گلستاں ہو گئیں

لغزشیں دانستہ اُمّیدِ شفاعت پر نہ کر
اور اگر یہ بھی شریکِ بارِ عصیاں ہو گئیں

یادِ سرکارِ دوعالم کا ہے راغبؔ یہ کرم
میری پلکیں، ناز بردارِ چراغاں ہو گئیں
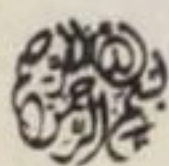
نامِ رسولِ ہاشمی، لب پہ نہ میرے آئے کیوں
اور کسی کے ذکر سے رُوح سکون پائے کیوں

آپؐ کے آستاں سے دُور میں ہوں بقلبِ ناصبُور
میری زبان پر حضورؐ آئے نہ ہائے ہائے کیوں

جو ہے رسولِؐ کائنات حاصلِ بزمِ شش جہات
میرا سفینۂ حیات پار نہ وہ لگائے کیوں

دونوں جہاں کی نعمتیں آ کے جسے یہاں ملیں
آپؐ کے در کو چھوڑ کر اور کہیں وہ جائے کیوں

فیضِ نبیؐ سے دل مرا بن گیا خانۂ خدا
آ کے خیالِ ماسوا اس میں قدم جمائے کیوں

اے شہِؐ آسماں وقار میں ہوں غلام ہرزہ کار
آپؐ کے در پہ بار بار آؤں نہ بے بُلائے کیوں

آپؐ کا آستانہ ہے مامنِ دل شکستگاں
آپؐ ہوں جن کے دست گیر کوئی انہیں اُٹھائے کیوں

حق تو یہ ہے خدا گواہ ایک ہو مرکزِ نگاہ
یاد رہیں جسے حضورؐ خود کو نہ بھول جائے کیوں

حشر میں جگمگائے گا راہِ جناں دکھائے گا
داغِ فراقِ مصطفےٰؐ دل سے کوئی مٹائے کیوں

کب سے ہے نیّتِ سفر کب سے ہے اس کی چشم تر
راغبِ خستہ حال پر اُن کو ترس نہ آئے کیوں
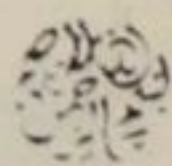
خواہشِ حُور، نہ سودائے ارم ہے ہم کو
رشکِ فردوس، درِ شاہِ اُمم ہے ہم کو

شرط یہ ہے، کہ روا، سجدۂ تعظیمی ہو
کعبۂ عشق، ترا نقشِ قدم ہے، ہم کو

مۓ بطحا سے جو لبریز ہو، وہ جامِ سفال
بخدا، رشکِ پیمانۂ جم ہے ہم کو

زندگی کیوں نہ مدینے میں بسر کی ہم نے
کاش جاتا رہے، اب تک یہی غم ہے ہم کو

جن کی اُمت کو خُدا، خیرِ اُمم کہتا ہے
اُن کا ہر حکم، ہر ارشاد اہم ہے ہم کو

عظمتِ فقرِ ابُوذرؓ پہ نظر رکھتے ہیں
یہ نہ کہیے ہوسِ دام و درم ہے ہم کو

زادِ رہ مدحِ رسُولِؐ دوسرا ہے راغبؔ
خوف دوزخ کا، نہ پروائے عدم ہے ہم کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
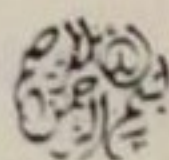
روضہ شہِ عرب کا، جو خلدِ نگاہ ہو
پیہم زباں پہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہ ہو

اللہ سے ہے اے مرے آقاؐ، یہی دُعا
سرزَد نہ اب غُلام سے کوئی گناہ ہو

پیوند، پیرہن میں ہوں اُس کے لگے ہوئے
دونوں جہاں کا، خیر سے، جو بادشاہ ہو

جو دشمنانِ حق ہیں، ہمارے نہیں وہ دوست
ممکن نہیں کہ اُن سے ہمارا نباہ ہو

ہر قوَل ہے، رسُولؐ کا، بر حق، خدا گواہ
مومن ہی وہ نہیں ہے، جسے اشتباہ ہو

مجُھ کو بھی اپنے دامنِ رحمت میں دو پناہ
فخرِ عربؐ، تمہیں تو، دو عالم پناہ ہو

راغبؔ تمہارے در کو کہاں جائے چھوڑ کر
ہر بندۂ خُدا کے، تمہیں خیر خواہ ہو

مصائب سے، غلامِ شاہِ بطحا سرگراں کیوں ہو
الٰہی، بے نیازِ صبر و شکر اس کی زباں کیوں ہو

مدینے کی فضا میں سانس لینے کی تمنّا ہے
مری قسمت میں ناکامی، نصیبِ دشمناں کیوں ہو

شرف توصیف کا حاصل ہے جس کو کملی والے کی
ستائش پر شہنشاہوں کی مائل وہ زباں کیوں ہو

تڑپنا ہی فراقِ احمدِ مُرسَل میں جینا ہے
تمنّائے سکوں مجھ کو، دلِ آتش بجاں کیوں ہو

سراپا معصیت ہو کر بھی اُمّت میں اُنہی کی ہوں
شفیعِ روزِ محشر، مجھ پہ پھر نامہرباں کیوں ہو

جو مومن ہے، جسے معلوم ہے رازِ فَلَاتَنْہَر
گدائے بے نوا کو دیکھ کر وہ سرگراں کیوں ہو

فضا بطحا کی ہے، خلدِ نشاطِ قلب و جاں راغبؔ
ہوا فردوس کی، میرے لیے، آرامِ جاں کیوں ہو
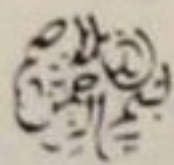
ذکرِ شہؐ انام ہی، دن رات چاہیے
اے عاصیو، تلافیِ مافات چاہیے

بطحا کے مے کدے میں ہے آسودۂ حیات
کیا اور تجھ کو، رندِ خُوش اوقات چاہیے

کام آئیں گے وہی سرِ محشر، خدا گواہ
اُن کا ہی ذکر، وقتِ مُناجات چاہیے

بنتی ہے زندگی، عملِ احتساب سے
پیشِ نظر، کتابِ خیالات چاہیے

ہاں، اُس کی نعمتوں کا نہیں ہے کوئی شمار
لازم ہے شُکر، ترکِ شکایات چاہیے

چلنا اکڑ کے فرشِ زمیں پر نہیں روا
کچھ تو خیالِ خاطرِ ذرّات چاہیے

دِل مطمئن نہیں ہے تو راغبؔ بصد نیاز
ذکرِ خدائے ارض و سماوات چاہیے

نظر اسلام پر ہے، آج بھی سارے زمانے کی
مگر، کوشش نہ ہوگی بارور، اس کو مٹانے کی

فقط توحید کے بَل پر، مسلماں ہو نہیں سکتا
رسولؐ اللہ پر بھی شرط ہے، ایمان لانے کی

بدل دیں، رحمتہ اللعالمیںؐ نے سیرتیں جن کی
وہ دشمن سے بھی اپنے، بات کرتے ہیں ٹھکانے کی

بدی کو بھی جو دشمن کی، نظر انداز کرتے ہیں
خُدا شاہد، نہیں جاتی ہے اُن کی رائیگاں نیکی

خلوصِ دل سے، جو مانگا تھا میں نے، مل گیا مجھ کو
سعادت ہو گئی حاصل، درِ آقاؐ پہ آنے کی

درِ آقائے کُل کا، بن گیا جاروب کش راغبؔ
ضرورت اب نہیں کوئی مقدّر آزمانے کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
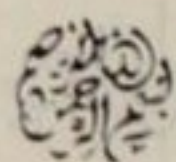
لاریب، ہے اُسی کا، احمدؐ بھی نامِ نامی
نقشِ قدم پہ جس کے، صدقے فلک مقامی

ہر گام پر فرشتے، آنکھیں بچھا رہے ہیں
سرکارِؐ دو جہاں کی، اللہ رے خوش خرامی

ہاں جس کا نُور سب سے پہلے ہُوا تھا پیدا
وہ ربِّ لم یزل کا، ہے آخری پیامی

قربان اس شرف پر اقلیمِ قیصر و جم
مجھ کو عطا ہوئی ہے، سرکارؐ کی غلامی

قدموں پہ سر جھکا کر، تا حشر میں نہ اُٹھتا
سجدہ روا جو ہوتا، سرکارؐ، احترامی

مدحِ تمام اُن کی، اب تک ہوئی کسی سے
راغبؔ، بجا ہے تیرا احساسِ ناتمامی
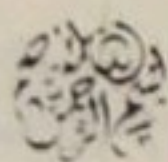
جو اُمّ الالسنہ، عظمت کا نشان ہے

راغبؔ، محمدِ عربی کی زبان ہے

گرمی کا روزِ حشر کی مجھ کو نہیں ہے خوف

اُن کے کرم کا، سر پہ مرے سائبان ہے

شکوہ مصیبتوں کا، زباں پر نہ آئے گا

صابر ہوں میں کہ پیشِ نظر امتحان ہے

جو چل رہا ہے، نقشِ قدم پر حضُور کے
انساں، مری نظر میں، وہی کامران ہے

قُرآن کی دلیلِ صداقت ہے مستند
وحیِ خُدا ہے اور نبیؐ کی زبان ہے

اہلِ سخن میں ہے، سرِ فہرست جس کا نام
حسّان ہی فقط وہ طلیقُ اللّسان ہے

پروا نہیں جو سارا زمانہ خلاف ہو
راغبؔ، مرا خدا تو بڑا مہربان ہے
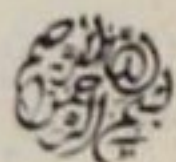
عاصی ہوں، پھر بھی جنّتِ ماویٰ کی آس ہے
لُطفِ رسُولؐ، ناسخِ فرمانِ یاس ہے

لب کیا کُھلیں، حضُورِ شہنشاہِ بحر و بر
میرا سُکوت بھی تو، زبانِ سپاس ہے

حاصل کسی کو، معرفتِ حق نہ ہو سکی
خیرُ البشرؐ ہی، بندۂ یزداں شناس ہے

محشر میں صرف اُن کی عنایت پہ ہے نظر
پروانۂ نجات کہاں میرے پاس ہے

ہر فصل میں ہے، کشتِ محبّت ہری بھری
ہر موسمِ دیارِ نبیؐ، مجھ کو راس ہے

یہ ہے اک اتّہام، کہ پھیلا بزورِ تیغ
وہ دین، جس کی مہر و محبّت اساس ہے

پردہ کیا ہے، جب سے رسالتؐ مآب نے
اک میں ہی کیا ہوں، بزمِ دو عالم اُداس ہے

اُس کے لیے متاعِ دو عالم بھی کچھ نہیں
راغبؔ جسے نصیب، دلِ حق شناس ہے
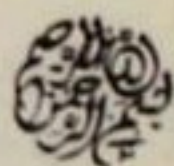
پنہاں نہیں حضورؐ سے، میرا جو حال ہے
آقاؐ، مری زباں پہ بھی حرفِ سوال ہے

میں بھی ہوں روزِ حشر شفاعت کا منتظر
میری جبیں پہ بھی عرقِ انفعال ہے

ہر مشکلِ حیات کا حل ہے یہی یقیں
مولائے دو جہاں کو ہمارا خیال ہے

رَوضے سے اُن کے، دُور گزرتے ہیں روز و شب
دل کو اِس ایک بات کا کتنا ملال ہے

اک بار آستاں پہ بُلا لیجیے حضورؐ
دُوری میں زندگی کا گزرنا محال ہے

پرتَو سے جس کے، بزمِ دو عالم ہے تابناک
راغبؔ، مُحمّدِ عربی کا جمال ہے
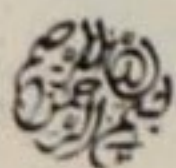
کیا بتاؤں، کیوں طبیعت گھر سے اب بے زار ہے
دل کو ہر دم، اشتیاقِ روضۂ سرکارؐ ہے

آپؐ کے در سے ہے دوری، یا نبیؐ، سوہانِ روح
زندگی کو، اک یہی سب سے بڑا آزار ہے

اپنے در پر وہ بُلائیں گے، یہی اُمّید رکھ
شکوۂ تقدیر تو، بے سود ہے، بے کار ہے

وہ، حبیبِ کبریا ہیں، اللہ اللہ اُن کی یاد
میرے دل کا گوشہ گوشہ، مطلعِ انوار ہے

دعویِ حُبِّ رسُولُ اللہ، اچھا ہے، مگر
حق پہنچتا ہے اُسے، جو صاحبِ کردار ہے

ذاتِ اقدس جن کی ہے، اصل و بنائے کائنات
اُن کا ہو جائے اگر انساں، تو بیڑا پار ہے

کوئی پَرواہی نہیں بادِ مُخالِف کی اِسے
کشتیِ اسلام کا، اللہ کھیون ہار ہے

ہاتھ کیا پھیلاؤں لے راغبؔ کسی کے سامنے
جو بھی اُس در کے گداؤں میں ہے، وہ خود دار ہے
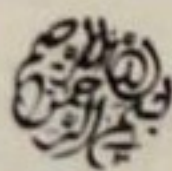
مانگا تھا جو خُدا سے وہی مِل گیا مجھے
کعبے سے کم نہیں ہے درِ مُصطفٰؐے مجھے

سر پر ہے میرے سایۂ دامانِ مجتبٰیؑ
گرمی کا روزِ حشر کی اب خوف کیا مجھے

اِس کا تو غم نہیں کہ جہنّم میں ڈال دے
رُسوا کرے نہ پیشِ محمّدؐ خدا مجھے

خُلدِ نظر ہیں روضۂ اَطہر کی جالیاں
اب دل پہ بس نہیں ہے یہ کیا ہوگیا مجھے

لے جائے گا یہی تو سرِ منزلِ مُراد
نَقشِ قدم حضورؐ کا ہے، حق نُما مجھے

محشر میں، اپنا نامۂ اعمال دیکھ کر
دوزخ میں جل رہا ہوں کچھ ایسا لگا مجھے

راغبؔ، یہ کس نے مجھ کو سُنائی نویدِ خُلد
اُن کا غلام، حشر میں کس نے کہا مجھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
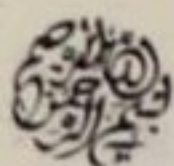
پرتوِ محمدؐ ہی نورِ بزمِ امکاں ہے
آپؐ ہی کے جلووں سے تا ابد چراغاں ہے

سایہ حشر میں ہوگا آپ ہی کے دامن کا
مطمئن، بحمدِ اللہ، قلبِ ہر مسلماں ہے

جس طرف نگاہیں ہیں ہادیٔ دو عالمؐ کی
دیکھ لو اُسی جانب التفاتِ یزداں ہے

عزّتِ محمدؐ سے جان بھی نہ ہو پیاری
جان ہے اگر پیاری ناتمام ایماں ہے

نقشِ پائے سرورؐ ہیں ثبت رہگزاروں پر
ذرہ ذرہ طیبہ کا مہر و مہ بداماں ہے

ضامنِ بصیرت ہے اُن کی خاکِ پا راغبؔ
آب و تاب سے جس کی آئینہ بھی حیراں ہے
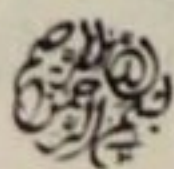
رُوکشِ طُور ہر اک جلوۂ بطحائی ہے
سامنے آئے جو آسُودۂ بینائی ہے

دل، ازل ہی سے محمّد کا تولاّئی ہے
یہی مِن جُملۂ اسبابِ شکیبائی ہے

اللہ اللہ ترے در کے گداؤں کی یہ شان
زیرِ پا دولتِ کونین نظر آئی ہے

دل مرا، دولتِ ایماں کا سزاوار نہ تھا
نظرِ لطف و کرم آپؐ نے فرمائی ہے

صرف، توصیفِ محمدؐ میں ہوں جس کے جوہر
قابلِ ناز، وہی قوّتِ گویائی ہے

میری ہر سانس عبادت ہے خوشا نامِ حضورؐ
آپؐ کی یاد، چراغِ شبِ تنہائی ہے

جس کا ہر ذرّہ ہے منّت کشِ خوشبوئے رسولؐ
دل اُسی شہرِ محبّت کا تمنّائی ہے

ہم نے دیکھا ہی نہیں کوئی گنہگار ایسا
بزمِ آقاؐ میں جو محرومِ شکیبائی ہے

داغِ دل، ہجرِ شہِ دیں کی ہے تصویرِ جمیل
رُو کشِ خلد، یہی لالۂ صحرائی ہے

شافعِ اُمتِ عاصی پہ ہیں سب کی نظریں
صبحِ محشر بھی تو اک چشمِ تماشائی ہے

ہے جبیں بوس، غبارِ رہِ بطحا پیہم
زندگی، آج ہی راغب مرے کام آئی ہے
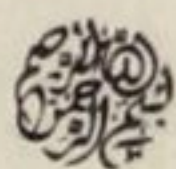
ہم بھی مدینے جائیں جو اِذنِ سفر ملے
اِذنِ سفر یہیں کا ہو یارب، اگر ملے

معراج زندگی کی، مجھے بھی نصیب ہو
محبوبِؐ کبریا کا اگر سنگِ در ملے

اُس کے لیے متاعِ دو عالم بھی ہیچ ہے
وہ، جس کو آستانۂ خیر البشرؐ ملے

شام و سحر مدینے کے اک بار دیکھ لُوں

پھر عمر بھر نہ دولتِ شام و سحر ملے

یہ شرط ہے، کہ جنّتِ بطحا کی ہو وہ مے

پی جائیں گے بنامِ خُدا، جس قدر ملے

کٹ جائے اُن کے در پہ، تو اک پل ہے عمرِ خضر

عُمرِ عزیز، لاکھ ہمیں مختصر ملے

مبعُوث ہو کے آئے زمیں پر رسولِ حق

اپنے خُدا سے، جا کے مگر عرش پر ملے

بے مایہ ہوں، مگر ہے مدینے کی آرزو

یارب مری دعا کو، متاعِ اثر ملے

اُجڑا ہُوا مِلا ہے ابُوجہل کا چمن
باغِ رسُولؐ میں، شجرِ بارور ملے

اُن کے لئے بھی کی ہے، دعا ہی حضورؐ نے
خنجر بکف حضورؐ کو، جو اہلِ شر ملے

دیکھوں جدھر، جمالِ مدینہ ہو سامنے
یا ربِّ ذُوالمنَن، مجھے ایسی نظر ملے

خیرالاُمَم نہ کیوں ہو وہ اُمّت زہے نصیب
سرکارِؐ دو جہاں سا جسے راہ بر ملے

وہ رازدارِ حق ہیں، خُدا کے حبیبؐ ہیں
اُن کے گدا بھی، صاحبِ علم و خبر ملے

آیا ہوں تشنہ لب، سرِ مے خانۂ حجاز
وہ دُرد ِ مے سہی، مرے آقا، مگر ملے

کیوں اُن کبُوترانِ حرم پر نہ آئے رشک
جو زائرِ حرم ہیں، جنھیں بال و پر ملے

دربارِ مصطفےٰؐ میں سناؤں میں روز نعت
راغبؔ جو مجھ کو رُخصتِ عرضِ ہُنر ملے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسولؐ اللہ نے، نوعِ بشر پر مہربانی کی
عطا اسلام کی دل کش متاعِ غیر فانی کی

کلامُ اللہ پر ہے ختم اعجازِ بیاں سُن لو
کہ سب سے آخری منزل ہے، یہ معجز بیانی کی

اِسی گھر سے گئے عرشِ عُلیٰ کی سمت پیغمبرؐ
بڑھی معراج کی شب اور عزت اُمِّ ہانی کی

اطاعت کا نبیِؐ محترم کی حق ادا کر دو
مسلمانو! یہی ہے صرف صورت کامرانی کی

اُسی اسپین پر اب قبضہ ہے اہلِ کلیسا کا
وہی اسپین ہم نے جس پہ صدیوں حکمرانی کی

فصیحانِ عرب نے بھی کہا احسنت اے راغبؔ
کچھ اس انداز سے اُمیؐ لقب نے گُل فشانی کی
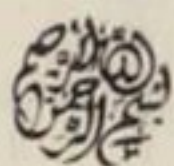
حُسنِ یوسفؑ سے، شہِ دیں کا جمال اچھا ہے

جو غلام آپؐ کے ہیں، اُن کا مآل اچھا ہے

زندگی، یادِ محمدؐ میں بسر ہو جائے

دلِ بیدار مبارک، یہ خیال اچھا ہے

بے خودی میں، جو گزر جائے سرِ کوئے رسولؐ

وہی ساعت، وہی لمحہ، وہی سال اچھا ہے

سایہ ہے دامنِ صحرائے عرب کا جس پر
گُلِ جنّت سے، وہ پُرخار نہال اچھا ہے

فقرِ سرکارِ دو عالم پہ نظر ہے جس کی
نہ کہے گا وہ کبھی، مال و منال اچھا ہے

ذکر اُسی کا تو ہے سرنامۂ آئینِ حیات
بعدِ حق، سب سے جو بے مثل و مثال اچھا ہے

بن گیا ہوں میں، گدائے درِ محبوبِ خدا
للّٰہ الحمد کہ راغبؔ مرا حال اچھا ہے
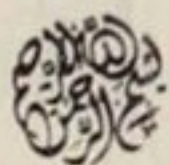
اے خُوشا وہ رسُولِ بطحائی
جس کے دَم سے ہے عالَم آرائی

گردِ پا اُس کی بزمِ کاہ کشاں
رہ گُزر اُس کی، چرخِ مینائی

شبِ اسریٰ تھا کون گرمِ سفر
کس نے رفتارِ وقت ٹھہرائی

کس نے بخشے، ضعیف انساں کو

زورِ حق، علم کی توانائی

نوعِ انساں کا لا دوا تھا مرض

کون تھا، جس نے کی مسیحائی

ظلمتِ کفر تھی، محیطِ جہاں

آپؐ آئے تو روشنی آئی

جملہ اوصافِ انبیاؑ کی ہے

ذاتِ سرکارؐ ہی میں یک جائی

کیوں نہ قسمت پہ ناز ہو مجھ کو

شاہِ بطحاؐ کا ہوں تولائی

مدحِ خیرُ البشرؐ میں کام آئے
میری ہر سعیِ خامہ فرسائی

وہ کہیں اپنا اُمّتی راغبؔ
اللہ اللہ عِزّت افزائی
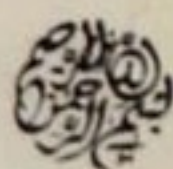
وہی تو سب سے افضل، سب سے ارفع، سب سے عالی ہے
تعالیٰ اللہ، اقلیمِ رسالت کا جو والی ہے

شہیدِ اوّلِ اسلام، یعنی خونِ حمزہؓ کی
شفق بن کر، نظر آتی ہے جواب تک، وہ لالی ہے

محمدؐ مصطفیٰ، ہر وقت فردوسِ نظر ہوں گے
یہی جنّت کی، اپنے دل میں، تصویرِ خیالی ہے

یہی کچھ کم نہیں، میں ہوں اک ادنیٰ اُمتی اُن کا
مرے مولیٰ، مجھے کب دعویٰ شیریں مقالی ہے

محمد مصطفیٰ کا کوئی ثانی ہو نہیں سکتا
محمد مصطفیٰ کی صورت و سیرت مثالی ہے

نہ جائے گی سپہرِ ملتِ بیضا کی تابانی
کوئی رومی کوئی رازی ہے اور کوئی غزالی ہے

زمینِ غالبؔ خوش گو میں راغبؔ نعت کہتا ہوں
کرم نے، میرے آقا ہی کے، اس کی طرح ڈالی ہے
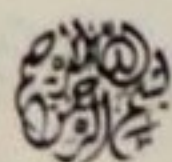
ذکرِ سرکارؐ زبانی میری
ہے یہی، عطرفشانی میری

فیضِ سرکارِؐ دوعالم سے ہوئی
سُرخ رُو، ہیچ مدانی میری

سُن کے نام اُن کا میں پڑھتا ہوں درود
یہ تو عادت ہے پُرانی میری

میں کہ ہوں کوئے محمدؐ کا گدا
قدر کر، عالمِ فانی میری

مِل گئی سایۂ رحمت میں پناہ
آئی کام اشک فشانی میری

اُن کی توصیف تو ممکن ہی نہیں
ہیچ ہے سعیِ لسانی میری

صرف مدحِ شہِ دیں میں راغبؔ
صرف ہو نغز بیانی میری
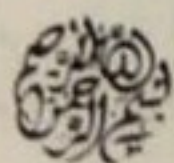
قدرتِ شعر، نہ زعمِ ہمہ دانی مانگے
جذبۂ نعت، فقط صدقِ بیانی مانگے

رحمتِ ہر دو جہاں، اُن کو خدا کہتا ہے
بھیک رحمت کی نہ کیوں، عالمِ فانی مانگے

میں تو ہوں، آپ کی، صرف ایک نظر کا طالب
سطحِ بیں ہے، جو متاعِ ہمہ دانی مانگے

بوریا فقر کا ہے، سرورِ دیں کی میراث
تختِ طاؤس تو کوئی خفقانی مانگے

اُن کی رحمت کے سوا، کوئی خطا پوش نہیں
بھول کر بھی نہ کوئی بُردِ یمانی مانگے

آپ کی مدح میں، سبقت کا تمنائی ہے
خامۂ نعت رقم، کیوں نہ روانی مانگے

محو ہے، نعتِ شہ ارض و سما میں راغب
ہے روا، حق سے اگر، حسنِ معانی مانگے
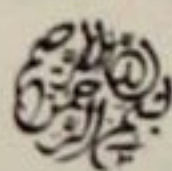
بطحا میں جہاں تک بھی، نظروں کی رسائی ہے
رحمت کی تجلّی ہی، ہر سُو نظر آئی ہے

سرکارؐ کے روضے پر قسمت مجھے لائی ہے
تسکینِ دل و جاں کی دولت یہیں پائی ہے

برحق ہے رسالت تو، انکارِ رسالت سے
بُوجہل نے خود اپنی توقیر گھٹائی ہے

خضرِ رہِ منزل ہے، ہر نقشِ قدم اُن کا
وہ، جن کا خُدا بھی ہے مشتاق خُدائی ہے

وہ صرصرِ باطل سے تا حشر نہ گُل ہو گی
پیغمبرِ برحق نے جو شمع جلائی ہے

جان و دلِ مومن ہیں اک وجد کے عالم میں
میلاد میں راغبؔ نے کیا نعت سُنائی ہے

اسلام سی کوئی شے نہیں ہے
دل، طالبِ رُوم و رَے نہیں ہے

ہے عشقِ نبیؐ سے رُوح سرشار
منّت کشِ جامِ مے نہیں ہے

ہے خُلد بکف ربیعَ الاوّل
نقشِ کفِ پا بھی، دَے نہیں ہے

آواز ہے دل کی جزوِ ہر نعت
شامل کوئی اور کے نہیں ہے

راغبؔ ہے غلامِ شاہِؐ لولاک
درباریِ بزمِ گے نہیں ہے
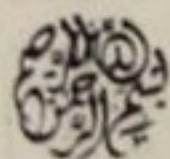
نہ کوئی فکر ہمیں ہے، نہ اب کوئی غم ہے
کہ وردِ لب، شہِ بطحا کا اسمِ اعظم ہے

جو کوئی بات غلط، آپ سے کرے منسوب
مرے رسولؐ، وہ ظالم نہیں ہے اظلم ہے

کہا خدا نے بھی، تبت یدا ابی لہب
مقام، دشمنِ سرکارؐ کا جہنم ہے

ہے بعدِ فتحِ مُبیں بھی زباں پہ لا تثریب

مرا رسولؐ تو، اک رحمتِ مجسّم ہے

سُرور، نامِ محمدؐ کا ہو بیاں کیوں کر

خدا گواہ کہ دل کا عجیب عالَم ہے

نگاہِ میرِ عربؐ، کاش ہم پہ ہو جائے

کہ ہم سے، دَورِ زماں کا مزاج برہم ہے

اُسی پہ ساری خدائی کو ناز ہے راغب

وہی، جو باعثِ تخلیقِ ہر دو عالم ہے
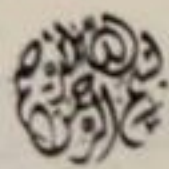
اے صبا، شہرِ رسولُ اللہ پہنچا دے مجھے
کیا لپٹ جاؤں ترے قدموں سے بتلا دے مجھے

میرے مولا دولتِ دُنیا مرے کس کام کی
اُمتی اُن کا ہوں میں، جاگیرِ عُقبیٰ دے مجھے

جس کو پی کر، بے نیازِ ما سوا ہو جائے دل
ساقیِ مے خانۂ وحدت، وہ صہبا دے مجھے

ہر تمنّا دل سے مِٹ جائے بجز عشقِ رسول ؐ

کردگارا، دے تو صرف ایسی تمنّا دے مجھے

کہہ سکوں، اک نعت، شایانِ رسولِ ؐ ہاشمی

اتنی فرصت کاش راغب فکرِ دنیا دے مجھے

رسُولِ پاک کے، ہر حکم پر بجا کہیے
یہ بات سُوئے ادب ہے، کبھی نہ کیا کہیے

ملے گی دولتِ کونین اُنہیں کے صدقے میں
حضورِ خواجۂ گیہاں ہی، مدعا کہیے

شہِ انام کا، جب تذکرہ کرے کوئی
درُود بھیجیے، سو بار، مرحبا کہیے

یہ دل کہاں تھا سزاوار نورِ ایماں کا

عطاو رحمتِ فخرِ دو سرا کہیے

زباں گنگ ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ سن کر

اِسے کلامِ خدا ہی کا معجزا کہیے

اگر کوئی یہ کہے، کس قدر کریم ہیں آپ

کرم کی اُن کے نہیں کوئی انتہا کہیے

نہیں ہے اور کوئی ساحل آشنا راغب

محمّدِ عربی ہی کو ناخدا کہیے
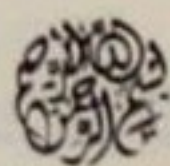
حال جب کوئی، مدینے کا سُناتا ہے مجھے
منظرِ جنّتِ ارضی نظر آتا ہے مجھے

اللہ اللہ کششِ طیبہ و دربارِ رسولؐ
دلِ مُشتاق، اُڑائے لیے جاتا ہے مجھے

رُو برُو حشر میں اُن کے، ہو ندامت نہ کہیں
معصیت سے، یہ تصوّر ہی بچاتا ہے مجھے

آن بیٹھا ہوں، تو اب پیکِ اجل سے پہلے
آپؐ کے در سے بھلا، کون اُٹھاتا ہے مجھے

اب کسی اور سہارے کی ضرورت کیوں ہو
خوابِ غفلت سے، ترا نام جگاتا ہے مجھے

خاکِ پا بھی نہیں حسّان کی میں اے راغب
مدحِ سرکارؐ کا انداز کب آتا ہے مجھے
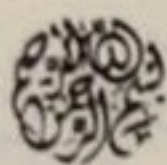
سرِ محشر، جھکائے اپنا سر، دارا و جم نکلے
غلامانِ محمدؐ، سرفراز و محترم نکلے

مری پلکیں ہوں، جاروبِ درِ محبوبِ ربّانی
کوئی خواہش نہیں اس کے علاوہ جس پہ دم نکلے

کرم کچھ کم نہیں یہ شانۂ توحیدِ باری کا
کہ اے گیسوئے کفر و شرک تیرے پیچ و خم نکلے

رہا سرگرم، توصیفِ محمدؐ میں قلم جن کا
قطارِ اہلِ جنّت میں، وہی اہلِ قلم نکلے

زباں پر، نامِ نامی آپ کا ہو، یا رسولؐ اللہ
بھڑک اُٹھّے چراغِ زندگی جس وقت دم نکلے

بھرم رکھّا، باایں تردامنی بھی نعت گوئی نے
سرِ محشر، ثناخوانوں میں راغبؔ اُن کے ہم نکلے

مِٹ کے، خاکِ جادۂ خیرُالوریٰ ہو جائیے
اک یہی صورت ہے، مقبولِ خُدا ہو جائیے

تاجِ شاہی، زیبِ سَر ہو بھی اگر، کیا فائدہ
کفش بردارِ امامُ الاتقیا ہو جائیے

زندگی میں آئے گا، خُود انقلابِ سازگار
صدقِ دل سے، قائلِ روزِ جزا ہو جائیے

معنیِ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد رکھیے ذہن میں
آشنائے عظمتِ قَالُوا بَلیٰ ہو جائیے

اَفْضَلُ الْاَشْغَال کا مفہوم خود کھل جائے گا
رازِ خدمت سے تو پہلے آشنا ہو جائیے

اَشْرَفُ الادیان ہے اسلام ہی پیشِ خدا
قائل اِس کے آپ، بے چون و چرا ہو جائیے

وقت آئے جب، جہادِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہ کا
نام پر اسلام کے راغبؔ فِدا ہو جائیے
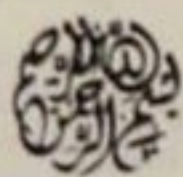
جنّت کی آرزو ہے، نہ حور و قصور کی
میں چاہتا ہوں، چشمِ عنایت حضورؐ کی

حد سے فزوں تھی ظلمتِ فسق و فجور و کفر
ساعت جب آئی نورِ نبیؐ کے ظہور کی

اے ساقیِ عربؐ، مئے طیبہ کا ایک جام
خواہش نہیں ہے مجھ کو شرابِ طہور کی

اُن کے کرم پہ، اُن کی شفاعت پہ ہے نظر
کچھ انتہا نہیں مرے جُرم و قصُور کی

وہ بندگی نہیں ہے، وہ ہے ننگِ بندگی
شامل ہو جس میں، ایک جھلک بھی غرُور کی

رِم جھم برس رہا ہے یہاں نُورِ ذاتِ حق
فاراںؔ سے، خجِل ہے فضا کوہِ طُور کی

راغبؔ، اُٹھوں لحد سے میں پڑھتا ہوا درُود
جس وقت بھی، بلند ہو، آواز صُور کی

محشر میں ہوں نجات کا ساماں کیے ہوئے
عشقِ نبیؐ سے دل میں چراغاں کیے ہوئے

فیضِ محمّدِ عربی ہے، خدا گواہ
ہر مشکلِ حیات کو آساں کیے ہوئے

احساس کیوں ہو گرمیِ روزِ حساب کا
اُمّت پہ ہیں وہ سایۂ داماں کیے ہوئے

بطحا کا ریگ زار نشاطِ خیال ہے
دل کو ہے یہ خیال گلستاں کیے ہوئے

کیا قہر ہے، ثقافتِ ارضِ حجاز کو
صرفِ نظر ہے آج مسلماں کیے ہوئے

راغبؔ پہ بھی نگاہِ کرم سیّدُ الاُمَم
محصُور اُس کو ہے غمِ دوراں کیے ہوئے

قرآنی حوالے

صفحہ نمبر	سطر نمبر	حوالہ نمبر		
۴۶	۶	۱؎	إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا	الاحزاب
			اللہ تعالیٰ یقیناً اس نبیؐ (یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر) پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔	
۴۸	۹	۱؎	فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ	
۵۲	۴	۱؎	تو آپؐ یتیم پر سختی نہ کیجیے	
۵۰	۷	۱؎	الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا	المائدۃ
			آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے بحیثیت دین کے اسلام کو پسند کیا۔	
۵۸	۱	۱؎	خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ	البقرۃ ۲
			اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لیے ایک بڑا عذاب (مقدر) ہے۔	
	۳	۱؎	وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	التوبۃ
۱۷۴	۷	۵؎	تم اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کے ذریعہ سے جہاد کرو۔	
۶۳	۳	۱؎	إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ	الکوثر
۱۴۴	۱	۱؎	بے شک آپؐ کا دشمن ہی بے نام و نشان	
۶۷	۵	۱؎	يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ	المزمل
			اے کملی والے	

صفحہ نمبر	سطر نمبر	حوالہ نمبر	متن	
			يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ	
۶۷	۵	[illegible]	اے کپڑے میں لپٹنے والے	
۶۷	۵	[illegible]	طٰہٰ	
			طٰہٰ	
۶۹	۸	[illegible]	اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى	الاعراف
۱۷۴	۲	[illegible]	کیا میں تمھارا رب نہیں۔ اُنھوں نے کہا، ہاں ہاں (اس بات کی) گواہی دیتے ہیں۔	
۸۷	۶	[illegible]	اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ	
			فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ	الاحزاب
			ہم نے یہ امانت (یعنی احکام جو بمنزلہ امانت کے ہیں) آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی، سو اُنھوں نے اس کی ذمے داری سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمے لے لیا۔	
۸۹	۵	[illegible]	وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ	الحدید
۷۶	۱	[illegible]	انھوں نے (عیسائیوں) رہبانیت کی خود ساختہ راہ اختیار کرلی ہے، حالاں کہ ہم نے انھیں اس کا حکم نہیں دیا ہے۔	
۹۰	۳	[illegible]	فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ	
			سو جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے اس زمین (کو اُلٹ کر اس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا (اور نیچے کا اوپر) اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر (جھانوہ) برسانا شروع کیے جو لگاتار گر رہے تھے۔	
۹۰	۳	[illegible]	اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ	النصر
			اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی فتح) (مع اپنے آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے۔	

صفحہ نمبر	سطر نمبر	حوالہ نمبر		
۹۳	۵	لے	مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ	النساء
			جو اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے، حقیقت میں وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔	
۹۶	۱	لے	تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۞ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا	
۱۶۳	۵	لے	كَسَبَ ۞ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۞ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ	
۱۶۳	۶	۲ے	الْحَطَبِ ۞ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۞	لهب
			ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ وہ اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے (مراد خار دار لکڑیاں ہیں) اس کے گلے میں ایک رسّی ہوگی، خوب بٹی ہوئی وہ عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا	
۹۹	۳	لے	اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞	الفاتحہ
۱۰۰	۱	لہ	ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواستِ اعانت کرتے ہیں۔	
۱۲۰	۵	لے	وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۞	
			اور سائل کو مت جھڑکیے۔	
۱۲۲	۵	لے	وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۞	
			اور نہ زمین پر اترا کر چل، کوئی شک نہیں کہ اللہ کسی مغرور اور شیخی باز کو بالکل پسند نہیں کرتا۔	
۱۲۲	۷	۲ہ	اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ	الرعد
			بس سمجھ لو کہ اللہ (تعالیٰ) کے ذکر ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔	
۱۲۳	۵	۲ہ	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞	الانبیاء
			اور ہم نے تجھے دُنیا کے لیے صرف رحمت بنا کر بھیجا۔	
	۵	لہ	اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى	
۱۲۳	۲	لہ	اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞	التوبۃ
			اللہ کے نُور (یعنی دینِ اسلام) کو اپنے منہ سے بجھا دیں۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ بدون اس	

صفحہ نمبر	سطر نمبر	حوالہ نمبر	
			کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے، ماننے گا نہیں۔ مگر کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں
۱۲۵	۱	لے	وَاِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ
۱۲۸	۴	لے	وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم)
			اور نہ ہی اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ اُن کا ارشاد نری وحی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی ہے۔
۱۶۴	۱	لے	لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ (یوسف)
			تم پر آج کوئی الزام نہیں
۱۷۴	۱	لے	اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آل عمران)
			اور اللہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا
۱۷۶	۳	لے	وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (البقرۃ)
۱۶۸	۳	لے	اور اگر تم لوگ کچھ خلجان میں ہو اس کتاب کی نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے خاص بندے پر تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو۔
۱۷۴	۵	لے	اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران)
			بے شک اللہ کے نزدیک مقبول دین اسلام ہی ہے۔
			وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب)
			بلکہ وہ اللہ رسولؐ اور سب نبیوںؑ کے خاتم ہیں
۱۵۰	۵	لے	سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الاسراء)
			پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک

احادیث

صفحہ نمبر	سطر نمبر	حوالہ نمبر	
۱۰۱	۶	۵۱	دنیا ایک مُردار ہے اور اس کے طالب کتے (ترجمہ حدیثِ رسولؐ)
۱۴۳	۳	۵۲	اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، اس کو میرا عرفان نہیں (حدیثِ رسولؐ)
۱۶۴	۳	۵۳	سب سے بہتر شغل لوگوں کی خدمت ہے (ترجمہ حدیثِ رسولؐ)